بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہن

ماں کی تصویر

تصنیف

سید نوشہ رضا رضاؔ سرسوی

ناشر

نور ہدایت فاؤنڈیشن

حسینیۂ غفران مآبؒ، مولانا کلب حسین روڈ،

چوک، لکھنؤ۔ ۲۲۶۰۰۳ (ہندوستان)

سلسلۂ اشاعت نور ہدایت فاؤنڈیشن۔ ۲۷

نام کتاب	:	بہن (ماں کی تصویر)
تصنیف	:	سید نوشہ رضا رضاؔ سرسوی
ناشر	:	نورِ ہدایت فاؤنڈیشن، لکھنؤ
کمپوزنگ	:	آئیڈیل کمپیوٹرس پوائنٹ، لکھنؤ (9935025599)
سرورق	:	ایڈورٹائزرس انڈیا، گولہ گنج لکھنؤ
سنہ اشاعت	:	شوال ۱۴۳۲ھ/ستمبر ۲۰۱۱ء
تعداد	:	ایک ہزار
مطبع	:	نکڑ پرنٹنگ اینڈ بائنڈنگ سینٹر، حسین آباد، لکھنؤ
ہدیہ	:	۸۰/روپئے

ملنے کا پتہ

نورِ ہدایت فاؤنڈیشن، امام باڑہ غفران مآبؒ، چوک، لکھنؤ-۳ (یو۔ پی۔)

فون: 0522-2252230 موبائل: 9335996808 — 9335276180

ای میل **e-mail:** noorehidayat@gmail.com, & noorehidayat@yahoo.com

فہرست

عرض نور

نور ہدایت فاؤنڈیشن، لکھنؤ کی ستائیسویں ضوفشانی ''ماں کی تصویر بہن'' دنیائے ادب کو پیش کرتے ہوئے ہمارا دل جہاں فرط فرحت وانبساط سے مخمور ہے وہیں خالقِ انسان وانسانیت کے بے پایاں احسان وامتنان سے معمور اور جذبہ حمد وشکر سے لبریز ہے۔ یہ وہی خلاق رحیم ورحمن ہے جس نے ہمیں طوفان جذبات دل دیا اور اسے رام کرنے والی الفت و ہمدردی دی اور ایثار وقربانی۔ اس پُرجوش الفت و ہمدردی اور خاموش ایثار وقربانی کی بولتی جوان علامت 'بہن' ہے جس کے نام سے حضرت رضاؔ سرسوی کا یہ تازہ مجموعۂ کلام معنون ہے۔

'ماں' سے شہرت ومقبولیت کی معراج پر فائز ہمارے ذی قدر ومکرم شاعر کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے۔ 'ماں' کے ماسوا ان کے دوسرے رشحات فکر عوام وخواص میں مقبولیت اور مطبوعیت حاصل کر چکے ہیں۔ امید ہے زیر نظر مجموعہ بھی قدر کی نگاہ ذوق سے دیکھا جائے گا اور ہمیں مفید مشوروں سے نوازا جائے گا۔

سید مصطفی حسین نقوی اسیفؔ جائسی
رئیس موسسہ
نور ہدایت فاؤنڈیشن
لکھنؤ

لکھنؤ
ستمبر ۲۰۱۱ء
شوال المکرم ۱۴۳۲ھ

بنام خدا

''بہن''

تمام ہی عزاداران امام مظلوم غریب الوطن حسینؑ کی خدمت میں اس ذرہ نجف رضا کا سلام۔

حسینؑ یعنی شہید عصر، تشنہ لب، بے کفن بے دیار، بے یار و مددگار، ایسا مظلوم جس پر صبر ایوبؑ نے نوحہ پڑھا، ایسا غریب جس پر غربت نے ماتم کیا، ایسا صابر جس پر انسانیت چیخ اٹھی، ایسا تنہا جس سے تنہائیوں نے آسرا مانگا، ایسا مسافر جس کے نقش سے نہ جانے کتنے حر پیدا ہوئے، ایسا پیاسا جس کے خشک ہونٹوں سے سمندروں نے زندگی مانگی، ایسا زخمی جس کے زخموں سے مس ہوکر خاک کربلا خاک شفا بن گئی، ایسا عابد جس نے نمازوں کو زندگی عطا کی، ایسا ساجد جس کے سجدے نے عظمت کعبہ کو بچالیا، ایسا رکوع کرنے والا جس کی چوکھٹ پر کائنات سجدہ ریز ہے، ایسا قیام کرنے والا جس کے سامنے ملائکہ صف بہ صف کھڑے ہوتے ہیں، ایسا بے کفن جس نے آبروئے انسانیت کو لباس وعزت عطا کیا، ایسا بے دیار شہید جس کی قبر مطہر کا ستر ہزار ملائکہ طواف کرتے ہیں، دنیا کے تمام دہشت گردوں سے اکیلا ٹکرانے والا پہلا مجاہد حسینؑ، ظلم وستم کو مٹانے والا حسینؑ، انسانیت کو شیطانوں نے پنجوں سے نجات دلانے والا حسینؑ، انقلاب وقت کی نبضوں کو حرارت دینے والا حسینؑ، اور اسی حسینؑ کی آواز کائنات کے گوشے گوشے پہنچانے والی علیؑ کی سورما بیٹی، عباسؑ کی ماں صفت بہن۔ خطبۂ فاطمہ زہراؑ کی ترجمان، رسول اسلامؐ کی زبان، ابوطالبؑ کی

پہچان، حسن کی صلح کا عنوان، بہتر بے کفن شہیدوں کا سائبان، وارث علیؑ، جانشین رسولؐ، جگر گوشۂ بتولؑ، طوق اور زنجیروں میں جکڑے ہوئے قافلہ سالار کی پاسباں سیدہ زینبؑ کی بارگاہ بے کس پناہ میں اس کتاب ''بہن'' کو نذر کرتا ہوں۔ کرم ہے مومنین کے دلوں سے نکلی ہوئی مخلص دعاؤں کا، بزرگوں کی بے پناہ عطاؤں کا، درِحسینؑ کے آسماں مآب ذروں کا شکر گزار ہوں جس کے سبب یہ ماں، مادرِ مہرباں، وسیلہ حیات، ماں باپ، اعانت ماں عزاداری کے بعد پانچویں کوشش تصویر مادر ''بہن'' پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اس میں فن تلاش مت کرنا ایک گونگے کی فریاد سمجھ کر اس کو محبت کی خیرات عطا کرنا۔

میرے معبود! تجھے واسطہ غربت زینبؑ کا حسینؑ کے عزاداروں کی عزت، آبرو، جان، مال کی حفاظت فرما، سیدہ زینبؑ بے ردا زینبؑ، اسیر زینبؑ، غمزدہ زینبؑ مظلوم زینبؑ کے صدقے میں تمام بہن بیٹیوں کے پردے کی حفاظت کے لئے پردۂ غیب سے اس کو بھیج جو اس دور ستم کو عدل و انصاف سے بھر دے اور ماتم داروں کو اپنے امام کے سامنے حسینؑ مظلوم کا پرسہ پیش کرنے کے وقت کو قریب سے قریب تر کر دے۔

آمین یارب العالمین

دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں ان تمام ہی حضرات کا جنھوں نے ماں اور بہن کے منظر عام پر آنے کے سلسلہ میں مالی یا فکری تعاون سے نوازا یا دل سے دعائیں دیں جو خدائے جلیل نے قبول فرمائیں۔ اس کے بعد انشاء اللہ تنویر مادر ''بیٹی'' پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

فقط والسلام

محتاج دعا

ذرۂ خاک نجف

رضاؔ سرسوی

ماں بدل بہن کے نام

م۔ر۔عابد

بہن فطرت کی بڑی پاکیزہ پیار بھری انمول امانت ہوتی ہے جس سے پاکیزہ پیار کو پورا پورا نکھار ملتا ہے۔

بہن رشتے کی مبارک اور موہنی بوہنی ہوتی ہے۔(ماں باپ تو رشتے کی بنیاد ہوتے ہیں وہ رشتے سے کہیں اونچے ہوتے ہیں۔)

بہن برابر کی بے لوث محبت کی سب سے مخلص علامت ہوتی ہے۔

بہن صفات و کردار کی شرکت و شراکت کا سب سے شفاف زندہ آئینہ ہوتی ہے جس میں کوئی ماحول کے گرد و غبار سے صاف اپنا موروثی چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ بہن خاندانی وضعداریوں کی سب سے بڑی بولتی ہوئی امین پیام بر ہوتی ہے۔

بہن رشتے کی نزاکتوں اور پیار کے حفظ مراتب کا سب سے بڑا احساس اور جاندار کردار ہوتی ہے۔ بہن کی بارگاہ میں سارے رشتے اور ساری محبتیں سجدہ کرتی نظر آتی ہیں۔

بہن کے اصل خالص پیار میں 'بڑائی' گھل کر اسے شفقت و عاطفت کی مورت بنا دیتی ہے۔ یوں بہن ماں کا روپ دھار لیتی ہے۔ بہن میں 'برابری' گھل کر الفت و محبت میں چار چاند لگا دیتی ہے۔ اس طرح بہن اپنے قد سے کہیں زیادہ بڑی ہو جاتی ہے۔ بہن میں 'چھوٹا پا' جب اوتار لیتا ہے تو وہ چاہتوں کی دیوی نظر آتی ہے۔ بہن کے مشفقانہ سلوک کی نرمی اور گداز سے اس میں بجا طور سے ماں کا عکس تلاش کیا جا سکتا ہے۔ اس کے سلوک کی ہم آہنگی اور خلوص سے بہن میں سچے ساتھی 'سائیں' کا درشن کیا جا سکتا ہے۔ بہن کا چاہتوں بھرا معصومانہ چہرہ 'بیٹی' کی زیارت کراتا ہے۔

سچے کھرے پاک پیار کو برتنا کوئی بہن سے پوچھے۔ یہ بہن ہی ہوتی ہے جو تھوڑے سے وقت کے اس پیار کو پالے ہوئے پرائے گھر جاتی ہے تو بیگانہ ماحول کو اپنا کر کے بھی اس برہ میں اس پیار کو سینے سے لگائے رہتی ہے بلکہ جلا بخشتی رہتی ہے۔ یعنی بہن محبت کو فرقت کے کندن چڑھا کر سونا بنا دیتی ہے ؎

कनक, कनक के सौ गुनी मादकता अधिकाय

(سونا کندن چڑھ کے سو گنا چمک دمک بڑھاتا ہے)

بہن کے معصومانہ کردار کا اجلا سنہرا آنچل کبھی پیلا نہیں پڑتا، کبھی اپنی چمک دمک کھوتا نہیں۔

بہن واقعی رشتے کی لاج رکھنا جانتی ہے اور رکھتی ہے۔ بہن، رشتے کی بہن اور منہ بولی بہن کی توسیع میں بھی اپنا پاک پیار بھرا کردار ہلکا ہونے نہیں دیتی۔

بہن کو ماں ہی بڑے پیار سے اپنا شاہکار بناتی ہے اور یہ بہن کا ظرف قبول ہوتا ہے جس سے وہ ماں سے مخلصانہ اخذ کرتی ہے اور بڑی دیانت داری سے ڈیلیور (Deliver) کرتی ہے۔ کچھ یہی وجہ ہے کہ نرس (نرسری تو ماں کا کام ہوتا ہے) کا پاک محترم رشتہ سسٹر (Sister) سے یاد کیا جاتا ہے۔ (یہ تو ناموس کا خیال نہ رکھنے والی کھری چاکر شاہی/ Bureaucracy ہے جس نے اس پاک اور محترم پیشہ کے عہدہ کو مڈوائف کا نام دیا۔)

'ماں کی تصویر' ممتا کی امانت داری کا خیال ہی ہوگا جو 'ماں' کے مشہور شاعر حضرت رضاؔ سرسوی نے 'بہن' کو موضوع سخن بنا کر ایک قابل قدر نظم بزم ادب کے حوالہ کی اور اپنا تازہ شعری مجموعہ کلام بہن کے نام کیا۔ ان کی پاک تخئیل انتہائی قدر کے لائق ہے۔ باذوق قارئین ادب سے پوری توقع ہے اس مجموعہ کی بھی قابل رشک پذیرائی فرمائیں گے اور شاعر والا تبار کی قدر دانی میں چار چاند لگائیں گے۔ اور اس طرح کہ ہمارے عالی ظرف عالی خیال نکتہ بین شاعر کو کچھ از قسم گلہ کا موقع نہ رہے۔

میں علم و نظر کی روح سے اپنے کو بالکل ہی بے دست و پا محسوس کرتا ہوں۔ مجھ میں نہ وہ صلاحیت، نہ جسارت کی ہمت، کہ شاعری کے پیغمبرانہ ابلاغ اور آپ کے ادب آشنا ذوقِ مسلم کے درمیان خواہ مخواہ دخل در معقولات کروں۔ اور

(انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو)

دو طرفہ آبگینوں کو ٹھیس پہنچاؤں۔ (شاعر کی نازک خیالی کا کلمہ تو ایک دنیا پڑھتی ہے، وہیں ذوق سماعت و قرأت کی نزاکت چھوئی موئی سے کم نہیں)

بس بارگاہ رب العزت میں دعا ہے، ہمارے پاک بیں فاضل شاعر کی نیک خیالی کی عمر اور توفیقات میں اضافہ ہوتا رہے:

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ
اللہ کرے زور ادب اور زیادہ
اللہ کرے زور ہنر اور زیادہ
اللہ کرے زور خیال اور زیادہ

وہ سلامت رہیں ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

تأثرات

بعدہ حمد وثنائے کبریا وتحفۂ درود وسلام در بارِ سرکارِ رسالت مآبؐ واہل بیت اطہار المستتاب
مجھے مالک حقیقی نے یہ توفیق دی کہ میں اس سعادت کو حاصل کروں کہ ایک مداح اہل بیتؑ ایک
شاعر رسولؐ کے بارے میں لب کشائی کروں اور اس کے غلام کے بارے میں قارئین کو متوجہ کروں
ایک ایسا شاعر جس کی صلاحیتیں خنداں پیشانی کے ساتھ اس مقصد کو پورا کر رہی ہیں۔

ان ذواتِ مقدسہ کے صدقہ میں جن کو قرآن میں عالین ملقب کیا گیا ہے اس لم یزل ولم
یزال کی بارگاہ میں ان ہی کے توسل اور توسط سے عارف اللہ ہونے کا حکم ملا اور یہ اس مقصد کو پورا
کرنے میں کوشاں ہیں بحمدہ و نستعینہ و شکرہ بحق زہراؑ و ابیہا و بعلہا و بنوھا۔

قارئین کرام! میں عرصہ دراز سے کنیڈا، مونٹریال میں ۳۸ سال سے مقیم ہوں۔ اب
تک برادر مہربان ''رضا سرسوی'' کا کلام دوسروں کی زبانی سنتا رہا۔ اب ان سے سفر زیارات میں
ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ان کی خدمت اہل بیتؑ بزبان شاعر میں کیا عرض کروں حدیث
خود کہا ہے کہ قلندرانہ اور درویشانہ صفت لوگ صرف اہل بیتؑ کے ہو کر رہ گئے۔ دعبل خزاعی اور
فرزدق جیسے شعراء نے جب اہل بیتؑ کی قدم بوسی کی تو انہیں اللہ نے عزت بخشی۔

رضا سرسوی کے کلام میں، سلام، حمد، نوحہ مراثی منقبت کے علاوہ جذبہ قوم ملتا ہے۔ انہوں
نے کہا ہے ؎

کوئی ہندو ہے مسلماں ہے نہ عیسائی ہے
وہ حسینی ہے جو شبیرؑ کا شیدائی ہے

اس شعر میں وہ کہنا چاہتے ہیں کہ حسینؑ کا پیغام ان کی قربانی اور ایثار عالم انسانیت کے
لئے ہے نہ کہ صرف مسلمانوں کے لئے۔

اس طرح مدح مولا علیؑ میں فرماتے ہیں ؎

سمٹا تو ایک نقطۂ قرآن بن گیا
پھیلا تو کائنات کا عنوان بن گیا

اس میں انہوں نے ''اَنا نقطۃ تحت الباء'' کو پیش کیا ہے یا پھر وارث انبیاءؑ سے سوالِ
بیعت کے جواب میں شہادت عظمیٰ کو اس شعر میں ڈھالا ہے ؎

شام میں بیعت کی میت دیکھئے
چڑھ کے نیزوں پر بہتر سر چلے

یا پھر خاص کر ''ماں'' کے بارے میں سادہ لوح الفاظ میں تشبیہ اور عارفین کیلئے نصیحت
پیش کی ہے، وہ ان کی خداداد صلاحیت کا نتیجہ ہے۔ عقیدت و جذبات کی گہرائیوں اور صمیم قلب کی
کیفیت میں جو شعر ڈھلتے ہیں وہ سونا اگلتے نظر آتے ہیں۔ ماں، باپ کی شخصیت، اہمیت، عظمت ان
کی صفتِ عالی کو اشعار کے قالب میں تراشنا آسان نہیں۔ شریعت کے احکام کے مطابق والدین کی
مجازی ربوبیت، حقائق اور تقاضائے فطرت کو اصلیت کو، رضا سرسوی نے اپنے اشعار میں باندھا ہے۔

رضا سرسوی کی آج کی دنیا کو یعنی آج کی نسل کو سخت ضرورت ہے، جہاں نئی نسل نے
تہذیب مغرب میں پہنچ کر اپنے اصل اقدار اور فرائض کو فراموش کر دیا اور وہ یہ سمجھتی ہے کہ وہ بارش
کے قطروں کی طرح آسمان سے یونہی ٹپک پڑی ہے۔ ایسے ذہنوں کو رضا سرسوی نے اپنے اشعار
کے ذریعہ جھنجھوڑ دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے حقائق کو اپنے اشعار میں تسبیح کے دانوں اور پھولوں کے
گل دانوں کی طرح سمو دیا ہے کاش ان کے کلام کا انگریزی ترجمہ بھی ہو جائے۔ خدا کسی ایسے

بندۂ مومن کے دل میں یہ بات اتار دے کہ وہ اس سعی میں آگے بڑھے آمین۔ اور اس کو انگریزی زبان میں ترجمہ کر کے ان کی اجازت سے چھپوا کر نئی نسلوں کی رہبری فرمائے۔ مجھے امید ہے کہ خداوند کریم کسی نہ کسی کو ضرور یہ توفیق عطا فرمائے گا جہاں تک شعر کی گہرائی سمجھتا ہوں تو پہلا شعر ''وسیلۂ حیات'' میں ماں کے عنوان میں سجا ہوا ہے ؎

موت کی آغوش میں جب تھک کے سوجاتی ہے ماں
تب کہیں جا کر رضاؔ تھوڑا سکوں پاتی ہے ماں

اس ایک شعر نے پوری ماں کی زندگی، مشقت اور ممتا کو بیان کر دیا ہے یہ شعر ثابت کرتا ہے کہ عملی تربیت گاہ اور سب سے بڑی جامعہ (یونیورسٹی) ماں کی گود ہے جو تربیت کرتی ہے وہی گلشن کی صورت میں دیکھتی ہے کہ گنبد کی آواز: آواز دو ویسی ہی پلٹ کر آتی ہے۔

اب بھائی رضاؔ سرسوی صاحب کی نئی کتاب ''بہن: ماں کی تصویر'' یعنی بہن کے نام سے بہن کے کردار و مشفقانہ روش حیات پر مبنی ایک کتاب ہے یہ ایک ایسی کتاب ہے جو ایسے کردار کو بھی پیش کرتی ہے جو مادرِ حسینؑ میں نہ پایا گیا تو خواہر حسینؑ اور عباسؑ کی شکل میں جناب زینبؑ نے پیش کیا آخر میں چند اشعار ان کی ساری سعی اور محنت کی نذر کر رہا ہوں۔

اشعار

چوالیس سال گذرے پھر بلایا ہم کو مولا نے
سنو پھر کربلا کے قافلہ میں ہم بھی شامل تھے
سفینے میں نمازیں، مجلسیں، ماتم سبھی کچھ تھا
ملے ہم کو سفر میں اک قلندر نفسِ عامل تھے
عجب درویش سیرت شاعر آل نبیؐ ہیں وہ

تصور میں فرزدقؔ اور دعبلؔ جیسے کامل تھے
سنا ان کو، ملے اِن سے، پڑھیں ان کی کتابیں بھی
بہت اشعار ان کے ڈوبتوں کو فکر ساحل تھے
عزاداری، مجالس مدحتِ آل نبیؐ سب کچھ
تھے ایسے شعر باطل کے لئے جو ضربِ قاتل تھے
عقیدت اور عمل اشعار کے قالب میں تھے ڈھالے
معظم کتنے ہیں ماں باپ ان کی فکر حامل تھے
یہ قوم ماتمی کے واسطے ہے شاعر مصلح
کہ سارے شعر مدح عترت احمدؐ کے حامل تھے
جگایا کتنے لوگوں کو اسی درویش شاعر نے
جواب تک رہ گزار زیست میں سوتے تھے غافل تھے
رضائے رب رضائے عترتِ سرکار دو عالمؐ
رضاؔ کے شعر سارے ہی اسی جذبہ کے حامل تھے
خدا کی حمد، نعت و منقبت اور مرثیے، نوحے
خلوص و جذبہ صادق کی شکلوں میں حمائل تھے
یہی پہچان ہے اک شاعر آل محمدؐ کی
غم شہؑ میں رجا کے شعر اک تصویر کامل تھے
عزا داری کو جو ماں کی امانت کی طرح جانے
بہت سے شعر ان کے حق کا پیغام رسائل تھے
لکھے ماں باپ کو جو اک وسیلہ زندگانی کا

کہ ایسے شعر ذہنوں کو جلا دینے کے قابل تھے
بہن کی شکل میں ''تصویر ماں'' اور زینبؑ کبریٰ
کہ شعر اس مجموعہ کے دشمن دیں کے سلاسل تھے
رضاؔ جو سرسوی ہیں ہند کے درویش سے شاعر
پڑھے جو شعر ان کے سر پہ رکھ لینے کے قابل تھے
خدایا منتظرؔ کی یہ دعا ہر آن ہے تجھ سے
کہ دے اِن کو بھی دعبلؔ کی طرح جو حق کے حامل تھے

فدوی
حافظ، خطیب اہل بیتؑ
سید اجمال اصغر نقوی شمس آبادی منتظرؔ
ساکن منٹریال، کینڈا

۲۱ شعبان المعظم
۱۵ر ستمبر ۲۰۰۶ء
(جمعہ)

اظہار خیال

میں ۲۰۰۷ء کے ستمبر کی ۲۷ کو ماہ رمضان میں مراد آباد آیا اور ۱۵ر رمضان کو شان حیدر صاحب کے یہاں امام حسنؑ کی آمد پر ایک محفل منقبت منقد ہوئی۔ اسی محفل میں میری ملاقات جہاں اور شعراء کرام سے ہوئی وہاں میری ملاقات ایک عظیم شاعر سے ہوئی۔ میں نے جب ان کا لب و لہجہ دیکھا تو دم بخود ہو گیا کہ اتنا اچھا انسان ہونے کے ساتھ ساتھ ایسا عارف شاعر جو کہ صدیوں میں کہیں نظر آتا ہے۔ میں بات کر رہا ہوں دور حاضر کے اس عظیم شاعر کی جس میں بابائے سخن میر انیسؔ کی جھلک محسوس ہوئی اور اس عظیم شاعر کا نام نامی محترم رضاؔ سرسوی ہے۔ جب میں نے موصوف سے اپنا تعارف کرایا تو یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ رضاؔ سرسوی میرے ددھالی رشتہ دار ہیں۔ رضاؔ صاحب نے محبت اور شفقت سے مجھے پیار کیا اور کہا کہ جب میں سرسی آؤں تو ان سے ضرور ملاقات کروں۔ میں نے وعدہ کیا کہ میں ان سے ملاقات کرنے ۱۹ر رمضان کو آؤں گا مگر رضا سرسوی صاحب کی محبت نے اتنا جوش مارا کہ میں سترہ رمضان ہی کو سرسی گیا اور جہاں میں سرسی میں اپنے عزیزوں سے ملاقات کرتا وہاں میں نے سب سے پہلے رضاؔ سرسوی صاحب سے ملاقات کی۔ جس طرح آپ مجھ سے مراد آباد میں شان حیدر صاحب کے یہاں پیار سے ملے تھے سرسی میں تو اس سے دس گنا پیار سے ملے اور اپنی دو کتابیں جن کے نام وسیلۂ حیات اور مادر مہربان دی جسے پڑھکر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ خداوند عالم نے انہیں اہلبیتؑ سے محبت کے صلہ میں وہ علم عطا کیا ہے کہ جس معصوم یا معصوم سے محبت رکھنے والے کے بارے میں شعر کہے ان سے پتہ چلتا ہے

کہ رضاؔ سرسوی جس کے بارے میں لکھ رہے ہیں وہ شخصیت اور اس کا کردار ان کی نظروں کے سامنے ہے میں ثبوت کے طور پر ان کے کچھ اشعار تحریر کر رہا ہوں۔

مثل نبی، علیؑ سا نہیں دو جہان میں
نقش قدم ہوں جس کے ہر اک آسمان میں
جو بولتا ہو خاص خدا کی زبان میں
ڈھونڈو علیؑ کو فلسفہ دو کمان میں
معراج میں جو گونجی وہ آواز ہے علیؑ
جو آج تک نہ کھل سکا وہ راز ہے علیؑ

اور کیا عجب شان سے آپ فرماتے ہیں کہ:

ڈالتے سجادؑ جو قہر وغضب کی اک نظر
آگ لگ جاتی امیر شام کے دربار میں

رضاؔ صاحب کی تاریخ پر نظر ملاحظہ فرمائیے

نام اپنے لال کا عباسؑ حیدرؑ نے رکھا
کربلا نے نام رکھا ہے وفا عباسؑ کا

ماں کی اہمیت بتاتے ہوئے عجب شان سے کہتے ہیں کہ

پیار کہتے ہیں کسے اور مامتا کیا چیز ہے
کوئی ان بچوں سے پوچھے جن کی مرجاتی ہے ماں

بس میں یہ بات کہنے پر مجبور ہوں کہ رضاؔ سرسوی کی فضیلت لکھنے کے لئے الفاظ ختم ہو جائیں گے اور آپ کی فضیلت لکھ نہیں پائیں گے۔ ہماری پروردگار سے دعا ہے کہ اے میرے

مالک! رضاؔ سرسوی کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پر قائم رہے اور ان کے علم سے نسل انسانیت کا ہر فرد فیض پاتا رہے۔ آمین

آپ کی شان میں بس اتنا ہی کہنا چاہوں گا کہ

مل گئی تجھ کو غلامی حیدر کرارؑ کی
اے رضاؔ تو بھی نصیبے کا سکندر ہوگیا

علامہ سید علی عباس سرسوی
شیعہ کاؤنسل، پاکستان
کواٹر نمبر ۳، بلاک ۴۶، ایریا لانڈھی ۶
کراچی، پاکستان

۱۱۰/۷۸۶

رضاؔ سرسوی کی شاعری

باقر صبا (امریکہ)

کربلا ادب ہے اور ادب کربلا ہے۔ حضرت رضاؔ سرسوی نے بلاشبہ رثائی ادب میں اضافہ کیا ہے۔ وسیلۂ حیات، ماں باپ، مادرِ مہربان اور ماں پڑھ کر میں نے روحانی غذا کے مختلف مزے اٹھائے۔ رضاؔ سرسوی کی شاعرانہ خلاقی یہ ہے کہ انہوں نے اظہار کو نئے رخ دے کر اسلوب کی نئی راہ نکالی ہے جو عہد جدید میں مؤثر بھی ہے اور خوبصورت بھی۔ رضاؔ سرسوی نے گلستانِ شعروادب اور بستان فلسفہ وتحقیق کا سارا عطر کھینچ کر ''ماں'' کے عطردان میں جمع کرلیا۔ زبان، بیان، معانی اور معیار کے لحاظ سے رضاؔ سرسوی کا کلام اردو ادب کا بیش بہا ذخیرہ ہے۔ قبلہ ہر صنف سخن میں کمال کے شاعر ہیں۔

میری اہلیہ کے پردادا اور میرے نانا حضرت احمد حسین اعلی اللہ مقامہ ''تاریخ احمدی'' کے مؤلف تھے۔ ان کے سدھی اکبرالہ آبادی تھے اور داماد آل رضا تھے جن کے سلام ''سلام خاک نشینوں پہ سوگواروں کا'' اور ''گھبرائے گی زینبؑ'' بہت مقبول ہوئے۔ میرے والد بزرگوار حضرت صباؔ لکھنوی شاعر اہلبیتؑ تھے اور سرکار ناصر الملت اعلی اللہ مقامہ، نے انہیں استاد الشعراء کا لقب عطا فرمایا تھا مندرجہ بالا تمام حضرات رضاؔ سرسوی صاحب جیسے شاعر اہلبیتؑ کی دل سے قدر کرتے تھے اور ہمیشہ عزت افزائی فرماتے تھے۔

شاعر آل محمدؐ حضرت رضاؔ سرسوی نے اپنے زورِ تخیل، پاکیزہ مذاق شعری اور نازک فنی احساس کی بدولت رثائی ادب کی تزئین وتعمیر کی عملی خدمت انجام دے کر اس میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ خدا رضاؔ سرسوی کی توفیقات میں اضافہ کرے۔ درجات بلند کرے اور ''اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ'' بحق محمدؐ وآل محمدؐ۔ آمین!

مقدّس رشتہ

فیاض زیدی کراچی

گذشتہ چار سال سے محترم جناب رضاؔ سرسوی صاحب جب بھی کراچی تشریف لاتے ہیں میری ملاقات ہوجاتی ہے۔ اُن کی الہامی شاعری کا میں ایک ادنیٰ مداح ہوں۔ اُن کی شہرۂ آفاق نظمیں، ماں، باپ، علیؑ، مجلس، عزاداری اور آنسو شاید مستقبل کا کوئی سخنور احاطۂ اشعار میں نہ لاسکے۔ جس وجدانی کیفیت میں وہ لکھتے ہیں اور پڑھتے ہیں یہ اُنہی پر ختم ہے بلکہ مجھے یوں کہنا چاہیئے کہ مداح خوانِ اہلبیتؑ یا شعرائے اہلبیتؑ میں وہ ہمہ پہلو منفرد (Unique) ہیں اور سیدہ طاہرہ بی بی کے صدقے صدا رہیں گے۔ میری دلی دعا ہے کہ مولائے کریم اُنہیں اتنی زندگی عطا فرمائے کہ وہ جو کچھ لکھنا چاہتے ہیں لکھ جائیں۔ رضاؔ سرسوی صاحب میرے دل میں رہتے ہیں۔ مجھ جیسا جاہل مطلق ان کی شاعری پر کیا تبصرہ کرے گا یہ صرف ان کے ارشاد کی تعمیل کر رہا ہوں۔ تصویر ماں (بہن) آپ کا تازہ کلام ہے جس میں فاتح شام کی عظمتوں کو اجاگر کیا گیا ہے یوں بھی ماں کے بعد بہن ہی جانشین ہوتی ہے مگر جس طرح عالمۂ غیر معلمہ عالیہ محترمہ جناب زینبؑ نے یہ حق جانشینی ادا کیا کائنات اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہ درست ہے کہ جناب زینب سلام اللہ علیہا کی والدۂ گرامی نے بے حد مصائب برداشت کئے مگر میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جو مصائب شریکۃ الحسینؑ جناب زینبؑ کبریٰ نے انتہائی استقامت، صبر وتحمل کے ساتھ برداشت کئے وہ آپ کی والدہ پر نہیں گزرے۔ اس عظیم محسنۂ اسلام کو توحید، رسالت اور امامت کی نہ صرف نمائندگی برقرار رکھنی تھی بلکہ بیمار امام وقت، بیواؤں، یتیموں کی دل جوئی کا فریضہ بھی ادا کرنا تھا، کب؟ جب کربلا میں سب لٹ چکا تھا۔ جناب رضاؔ سرسوی صاحب نے ہر پہلو کو مدّنظر رکھ کر یہ عظیم

کارنامہ سرانجام دیا ہے جو زیورِ طباعت سے آراستہ و پیراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے آیئے ہم سب صحت و تندرستیٔ جناب رضاؔ سرسوی اور آپ کی اِس محنت کی بارگاہِ عصمت وطہارت میں قبولیت کی دعا کریں۔

اے شیعہ قوم قدر کر رضاؔ سرسوی کی
یہ گوہر نایاب ہے نایاب رہے گا

حمد

تیرے سوا ہے بندوں کا پروردگار کون
یارب کرے گا تیرے کرم کا شمار کون
اک لفظ کن سے خلق ہوئی ساری کائنات
تیرے سوا ہے مالکِ لیل و نہار کون
شہ رگ سے جو قریب ہے وہ تو ہے اے علیم
تیرے سوا سنے گا دلوں کی پکار کون
جس دل میں تیری یاد نہ ہو تیرا ڈر نہ ہو
دے گا پھر ایسے دل کو سکون و قرار کون
جو مانگنا ہے مانگ مرے بندے مجھ سے مانگ
دے گا یہ عاصیوں کو صدا بار بار کون
مجھ کو مرے گناہوں نے مایوس جب کیا
رحمت تری پکاری کہ ہے شرمسار کون
جیسا رسولؐ تونے عنایت کیا ہمیں
ایسا تری خدائی میں ہے کردگار کون
عمران گر نہ ہوتا یتیمی کے دور میں
راہوں سے مصطفیؐ کی ہٹاتا غبار کون

آلِ نبیؑ نہ دیتے جو سجدوں کو زندگی
ملتا نمازِ شب میں بھلا اشکبار کون
ترے کرم نے خاک کو آدمؑ بنا دیا
احسان کا یہ تیرے اتارے گا بار کون
صدیوں سے کہہ رہا تھا بیابانِ کربلا
اس دشتِ خار دار کو دے گا بہار کون
بعد نبیؑ نہ ملتا اگر فاطمہؑ کا لال
کرتا خدا کے نام پہ یوں گھر نثار کون
قرآں سرِ بریدہ سے پڑھتا نہ گر حسینؑ
کرتا خدا کی ذات پہ پھر اعتبار کون
عاشور کی وہ شب وہ شہادت کی آرزو
یوں موت کا کرے گا بھلا انتظار کون
سجدے میں سر گلے پہ چھری لب پہ اللہ ہو
شبیرؑ سا ملے گا عبادت گزار کون
مالک جو تو نہ دیتا رضاؔ کو غمِ حسینؑ
پھر ماں کے بعد دیتا مجھے ماں کا پیار کون

نعت پاک

قصیدہ پڑھتا ہے جب خود ہی کردگار ان کا
تم اپنے جیسوں میں کرتے ہو کیوں شمار اِن کا
بلا کے عرش پہ محمود نے محمدؐ کو
بتاؤ کس کو بنایا ہے راز دار ان کا
علیؑ کے ہاتھ کو اس نے بتا کے اپنا ہاتھ
علیؑ کو سونپ دیا سارا کاروبار ان کا
بتایا خاک کے ذروں نے پڑھ کے کلمۂ حق
ہے کائنات کی ہر شے پہ اختیار ان کا
سنا ہے جب سے کہ آقا اِدھر سے گزریں گے
ملائکہ کی صفوں میں تھا انتظار ان کا
حد شعور پہ یہ کہہ کے رک گئے جبریل
خدا ہی جانے کہاں تک ہے اقتدار ان کا
نہ بولہب ہے نہ بوجہل نہ ابوسفیان
ہے اب بھی پردۂ غیبت میں وِرثہ دار ان کا
فرازِ دار ہو، مقتل کہ قید خانہ ہو
ہر ایک حال میں صابر ہے جاں نثار ان کا

نہ جانے کتنے شریکوں میں لاشریک بٹے
جو درمیان سے ہٹ جائے اعتبار ان کا

خدا کو کتنا یقیں تم پہ ہے ابوطالبؑ
تمہارے کاندھوں کو سونپا خدا نے بار ان کا

مصوران زمانہ جواب لا نہ سکے
حسینؑ آج بھی یکتا ہے شاہکار ان کا

بنام مرضیِ شبیرؑ جس کو طول دیا
وہ ایک سجدہ ابھی تک ہے یادگار ان کا

فلک مآب ہیں لیکن زمیں پہ رہتے ہیں
غرور و کبر کی شہ رگ پہ ہے یہ وار ان کا

گلے لگاکے غلاموں کو کردیا مخدوم
اک انقلاب مسلسل ہے انکسار ان کا

یہ میری ماں کے مقدس لہو کا صدقہ ہے
لبوں پہ نام جو آتا ہے بار بار ان کا

وہ نور مل ہی گیا آمنہ کی گودی میں
زمانہ کرتا تھا صدیوں سے انتظار ان کا

بلالؓ و بوذرؓ و سلمانؓ یاسرؓ و مقدادؓ
یہ پھول مل کے بنے ہیں گلے کا ہار ان کا

رضاؔ یہ دنیا تو کب کا ذلیل کردیتی
ذلیل ہونے نہیں دیتا مجھ کو پیار ان کا

منقبت

نفرتوں کی اور نہ بھائی دشمنی کی بات کر
آ، درودِ پاک پڑھ اور دوستی کی بات کر

دل میں ہے حب علیؑ تو زندگی کی بات کر
بغض حیدرؑ ہے تو جا، مر، خودکشی کی بات کر

تیرگی کو دفن کر گھر میں امیر شام کے
نور حق نازل ہوا ہے روشنی کی بات کر

چھا رہی ہے خانۂ کعبہ پہ رحمت کی گھٹا
میکشوں سے آج واعظ میکشی کی بات کر

کہہ رہاہے طیب وطاہر لہو ماں باپ کا
ہے شب تیرہ رجب مولا علیؑ کی بات کر

کررہی ہے آج تک دانشوری جس کا طواف
آج اس بہلول کی دیوانگی کی بات کر

بیکسوں بے وارثوں کا آگیا مشکل کشا
مفلسی کو چھوڑ اب آسودگی کی بات کر

پل رہی ہے جس کے ٹکڑوں پر یہ ساری کائنات
اس کریم النفس کی فاقہ کشی کی بات کر

اے مسلماں! ہم بھی دیکھیں کیا بچا اسلام میں
تو علیؑ کو چھوڑکر چاہے کسی کی بات کر
ذکر فراروں کا مردہ دل بنا دے گا تجھے
شیر دل بننا ہے تو نادِ علیؑ کی بات کر
چھوڑ دے وہ در لکھا ہو جس پہ باب کاذبیں
جس میں سب صادق ہوں اس بارہ دری کی بات کر
جس نے قاتل کو دیا شربت یہ اس کا جشن ہے
دشمنی کو چھوڑ بھائی دوستی کی بات کر
بولہب، بوجہل، بوسفیان تینوں مٹ گئے
زندہ رہنا ہے تو بس آل نبیؐ کی بات کر
باب شہر علم پر رکھ کر جبیں ناز کو
معرفت کی بھیک لے اور آگہی کی بات کر
گمرہی کو چھوڑ آ نہج البلاغہ سر پہ رکھ
آدمی ہے تو شعورِ زندگی کی بات کر
کچھ نہ کچھ تو ہو رضاؔ اس کے نمک کا حق ادا
جس کا صدقہ کھا رہاہے بس اسی کی بات کر

قصیدہ در مدح فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

ہے خوف پیمبرؐ کا نہ اللہ کا ڈر ہے
بے دین مسلماں کا مکاں مرکز شر ہے
دینداروں پہ بہتان شریفوں پہ ہیں الزام
آگاہ نہیں خود سے زمانے کی خبر ہے
احرام پہ دھبّے ہیں یتیموں کے لہو کے
سینے میں صنم خانہ ہے کعبے پہ نظر ہے
دیوالی ہے ایمان فروشوں کے گھروں میں
پروردۂ کونین کی فاقوں میں بسر ہے
ہیں تختِ خلافت پہ پیمبرؐ کے مخالف
منہ سوئے فدک جانبِ فردوس نظر ہے
ڈالر نے بنائی ہے یہ بے دینوں کی صورت
دولت کا ٹھکانا نہیں ایمان صفر ہے
ہیں شیخ دبائے ہوئے قرآن بغل میں
معلوم نہیں وارث قرآن کدھر ہے
آگے نہ بڑھا آج تلک تین دروں سے
حالانکہ مسلمان کا صدیوں سے سفر ہے

کرتے تھے سلام آ کے جہاں روز پیمبرؐ
اب تک نہ سمجھ پائے وہ دروازہ کدھر ہے

بن بیٹھے غنی باغِ فدک لوٹنے والے
پرواہ نہیں دین کی دولت پہ نظر ہے

کس گھر میں مدینے کے نہ چولہا ہوا روشن
فاقوں میں بھی یہ بنت پیمبرؐ کو خبر ہے

سچ ہے یہ میاں نقطۂ با چھوڑا ہے جب سے
یہ کل کا بشر آج کا مجموعۂ شر ہے

لکھ مطلع نو چھوڑ رضاؔ فکر زمانہ
معصومۂ کونین کے آنے کی خبر ہے

مطلع

یہ گلشن عصمت میں جو معصوم ثمر ہے
یہ مرسل اعظمؐ کی دعاؤں کا اثر ہے

اس دور میں عورت جو یہ ڈھانپے ہوئے سر ہے
واللہ یہ زہراؑ تری سیرت کا اثر ہے

گردش میں ستارے ہیں کہ عقرب میں قمر ہے
چھالا ہے ہتھیلی پہ کہ تقدیر بشر ہے

قرآن کو سینے سے لگائے ہیں خدیجہ
اور سورۂ کوثر پہ پیمبرؐ کی نظر ہے

ماتھے پہ پسینہ ہے کہ بکھرے ہیں ستارے
سورج کی کرن ہے کہ ترا تارِ نظر ہے

بیٹی کو نبیؐ کہتے ہیں کیوں ام ابیہا
تاریخ جھکائے ہوئے اس فکر میں سر ہے

ہاتھوں کی لکیروں میں تو الجھے ہیں نجومی
کس در پہ اترنا ہے یہ تارے کو خبر ہے

ہر خاک کہاں خاک شفا ہوتی ہے بی بی
زہراؑ یہ ترے شیر مطہر کا اثر ہے

جبریل کی معراج ہے جس در کی غلامی
معصومۂ کونین! فقط آپ کا گھر ہے

یہ چھوڑو کہ مجلس میں کہاں بیٹھی ہیں زہراؑ
یہ دیکھو رخ اشک عزادار کدھر ہے

حیدرؑ پہ نظر کرنا ہے امت کی عبادت
حیدرؑ کی رخ فاطمہ زہراؑ پہ نظر ہے

حسنینؑ کا غم، فکر علیؑ، خدمت اسلام
اے فاطمہؑ زہراؑ یہ فقط تیرا جگر ہے

کرتا ہے رضاؔ مدحتِ معصومۂ عالم
جو کچھ بھی ہے یہ ماں کی دعاؤں کا اثر ہے

منقبت در مدح حضرت امام حسنؑ

دریائے ظلم و جور میں طوفان آگیا
کشتیٔ دینِ حق کا نگہبان آگیا

کاٹے گا یہ قلم سے سیاست کی گردنیں
ظلم و ستم کی موت کا سامان آگیا

جو صلح سے کرے گا ستمگر کو بے نقاب
جس کو رسولؐ جیسا ہے عرفان آگیا

آئیں گے جس کا جھولا جھلانے کو جبرئیل
افضل ہے جو ملک سے وہ انساں آگیا

ہونٹوں کو چوم چوم کے کہتی ہیں آیتیں
گھر میں علیؑ کے بولتا قرآن آگیا

روح الامین آئے زیارت کے واسطے
انسانیت کا چشمۂ فیضان آگیا

جس کا مکان فاقہ کشوں کی بہشت ہے
بوذرنواز فخر سلیمان آگیا

چوکھٹ پہ جس کے ملتی ہے ایمان کی سند
جانِ رسولؐ، مرکزِ ایمان آگیا

ہے روز عید آج ہر اک روزہ دار کو
مومن کی جس کا عشق ہے پہچان آگیا

ان کے بغیر کوئی نہ جنت میں جائے گا
جس پر عمل تلیں گے وہ میزان آگیا

ٹوٹے گی اس کی صلح تو ہوگا مقابلہ
کرب وبلا کی جنگ کا عنوان آگیا

ذکر حسنؑ حسینؑ کو بدعت سمجھ لیا
باتوں میں مفتیوں کی مسلمان آگیا

اب بجلیاں گریں گی خزاؤں پہ اے رضاؔ
جانِ بہار روحِ گلستان آگیا

مسدس بعنوان بہن

بھائی کے واسطے خالق کی عنایت ہے بہن
روشنی آنکھوں کی نبضوں کی حرارت ہے بہن
دل کی ٹھنڈک ہے خیالات کی جنت ہے بہن
انتہا کوئی نہیں جس کی وہ نعمت ہے بہن
سانس لیتی ہے تو بھائی کو دعا دیتی ہے
بھائی کو ماں کی طرح دل سے لگالیتی ہے

بھائی ہے منزل ایمان، تو رہبر ہے بہن
بھائی پیغام خدا اور پیمبرؑ ہے بہن
عزت و عظمت و غیرت کا مقدر ہے بہن
سچ تو یہ ہے کہ محبت کا سمندر ہے بہن
بھائی کو غازی و حساس بنادیتی ہے
چوم کے ہاتھوں کو عباسؑ بنادیتی ہے

بھائی ہے چہرۂ پرنور مسرت ہے بہن
بھائی پروردۂ کونین قناعت ہے بہن
بھائی ہے سورۂ قرآنی تو آیت ہے بہن
بھائی پیشانی عظمت تو جلالت ہے بہن
بھائی نے نیچا علم صبر کا ہونے نہ دیا
اس نے ظالم کو کبھی چین سے سونے نہ دیا

بھائی ہے گھر کا چراغ اور اجالا ہے بہن
بھائی ماں باپ کی دنیا تو تمنا ہے بہن
بھائی مزدور تو ماتھے کا پسینہ ہے بہن
بھائی ہے نبض شریعت تو مسیحا ہے بہن
کوشش ظلم جسے خوب مٹادیتی ہے
یہ اسے زندہ جاوید بنادیتی ہے

بھائی ہے پیکر احساس، امانت ہے بہن
کام جو بھائی کے آتی ہے، وہ دولت ہے بہن
دل کو جو حوصلہ دیتی ہے، وہ جرأت ہے بہن
جوغذا دیتی ہے فاقوں کو، وہ غربت ہے بہن
یہ جو بھائی کو نہ باتوں میں لگانے پاتی
کوئی ماں چین سے چکی نہ چلانے پاتی

امتحاں بھائی ہے اور اس کا نتیجہ ہے بہن
بھائی انگشتری صبر، نگینہ ہے بہن
بھائی تسبیح شب غم تو وظیفہ ہے بہن
رحل ہے بھائی کی بانہیں تو صحیفہ ہے بہن
بھائی نے ظلم کو قانون بدلنے نہ دیا
اس نے مانجائے کی تصویر کو جلنے نہ دیا

بھائی مقصد ہے تو مقصد کی ضمانت ہے بہن
بھائی ہے گلشن کردار یہ خوشبوئے چمن
ظلم شرمندہ ہوا باندھ کے شانوں میں رسن
راستے ہار گئے آئی نہ پیروں میں تھکن

ایک ہی خطبے سے بیعت کا بھرم توڑ دیا
جو سقیفہ میں ڈھلا تھا وہ قلم توڑ دیا

بھائی مظلوم مسافر ہے تو منزل ہے بہن
بھائی ہے کشتیٔ اسلام تو ساحل ہے بہن
بھائی معصوم امام عالم و عاقل ہے بہن
بھائی کے دل میں جو آباد ہے وہ دل ہے بہن

جسم کی ہوگئی مقتل میں جدائی سر سے
رشتۂ بھائی بہن کٹ نہ سکا خنجر سے

بھائی ہے اکبر کونین تو صغرا ہے بہن
بھائی ہے لاغر و بیمار تو کبرا ہے بہن
بھائی ہے قاسمؑ ناشاد، رقیہ ہے بہن
بھائی ہے اصغرؑ بے شیر، سکینہؑ ہے بہن

بھائی ایسے ہیں نہ بہنیں ہیں زمانے بھر میں
یہ وہ شمعیں ہیں جو روشن ہیں دل سرورؑ میں

سجدۂ عشق ہے بھائی تو مصلیٰ ہے بہن
کعبۂ صبر ہے بھائی تو ارادہ ہے بہن
کشتیٔ نوح ہے بھائی تو کنارا ہے بہن
بھائی قرآن مودت ہے تو پارہ ہے بہن

سلسلہ جیسے کہ قرآن سے تفسیر کا ہے
رابطہ ایسے ہی بس زینبؑ و شبیرؑ کا ہے

فاتح کرب و بلا بھائی، بہن فاتح شام
بھائی معصوم امام اور یہ نگہبانِ امام
بھائی پہ لاکھوں درود اور بہن پر ہوں سلام
ایک بھائی کا بہن نے یہ سنایا ہے پیام

بھوکے مرجاؤ عقیدے کی تجارت نہ کرو
قتل ہوجاؤ مگر ظلم کی بیعت نہ کرو

جس کے اٹھارہ ہیں بھائی، وہ بہن ہے زینبؑ
جس کی عباسؑ ہے خوشبو، وہ چمن ہے زینبؑ
پنجتن نے جو بسایا، وہ وطن ہے زینبؑ
زخم ہیں جس پہ بہتر، وہ بدن ہے زینبؑ

بھائی پہ بچوں کو قربان کیا ہے جس نے
انتقام شہؑ مظلوم لیا ہے جس نے

بھائی عزت ہے بزرگوں کی شرافت ہے بہن
بھائی ہے جس کا محافظ، وہ امانت ہے بہن
بھائی ہے جس کا نگہبان، وہ عزت ہے بہن
بھائی کا دل جو سنبھالے ہے، وہ صورت ہے بہن

بھائی کے واسطے انعام خداوند ہے یہ
بھائی کا جو بھی اشارہ ہو رضامند ہے یہ

بھائی ہے تشنگیِ وقت تو کوثر ہے بہن
بھائی تقدیرِ دوعالم تو مقدر ہے بہن
بھائی گلزارِ شریعت تو گلِ تر ہے بہن
بھائی سردارِ جناں، وارثِ کوثر ہے بہن

بھائی نے خون سے ایماں کا چمن سینچا ہے
اس نے اسلام کو بچوں کی طرح پالا ہے

بھائی نے کاٹ دیا خون سے خنجر کا گلا
اس نے ٹھوکر سے ہی دروازۂ شر توڑ دیا
بھائی نے نوک پہ نیزے کی جو قرآن پڑھا
پشت ناقہ سے پڑھا کوفے میں اس نے خطبہ

کوفہ وشام میں دن جیسے بھی تھے بیت گئے
ہار فوجوں کی ہوئی بھائی بہن جیت گئے

بھائی کے بعد چلی بارِ امامت لے کر
اپنے چہرے پہ رضاؔ بالوں کی ڈالے چادر
توڑ ڈالے ستم و جور کے سارے خیبر
رکھا دربار میں ظالم کے قدم یہ کہہ کر

بھائی مارا گیا ہمشیر ابھی زندہ ہے
میں بتاؤں گی یزید آج کہ زینبؑ کیا ہے

بحضورام البنین زوج امیر المومنین مادرِ مولا ابوالفضل العباسؑ

السلام اے ام غم، ام وفا ام الیقیں
السلام اے قوتِ قلب امیر المومنیں
السلام اے فاطمہؑ اے فاطمہؑ کی ہمنشیں
السلام اے قبلۂ احساس اے ام البنیں

تیرا نور عین اپنے وقت کا الیاس ہے
نام تیرے سورما فرزند کا عباسؑ ہے

تونے اپنے خانداں کا نام روشن کردیا
عمر بھر سمجھا ہے خود کو بس کنیز فاطمہؑ
بڑھ گیا تیرے عمل سے اور بھی کچھ مرتبہ
دوڑتی تھی خون بن کے تیری رگ رگ میں وفا

کام آیا خون تیرا دین کی تعمیر میں
ڈال دی سب اپنی دولت دامنِ شبیرؑ میں

روز کرتے تھے مصلیٰ پر علیؑ رب سے دعا
ایک بیٹا چاہیے مجھ کو برائے کربلا
فخر سے دنیا کہے جس کو وفاؤں کا خدا
تو بنی مشکل کشائے وقت کی مشکل کشا

تونے یوں پالا دعائے حیدرِؑ کرار کو
چوما معصوموں نے جس کے دامنِ کردار کو

کس قدر معصوم صورت تھا ترا نور نظر
پیار سے کہنے لگے سب لوگ ہاشم کا قمر
حضرتِ زینبؑ نے سمجھا عمر بھر لختِ جگر
ہوگئی مضبوط جس کے دم سے سرورؑ کی کمر

دشمنوں پہ جو سراپا موت بن کے چھا گیا
سن کے جس کا نام شیروں کو پسینہ آگیا

فخر سے تونے در زہراؑ پہ رکھی ہے جبیں
ہے محبت فاطمہؑ کی تیری معراجِ یقیں
بے وفائی کا ترے دامن پہ اک دھبہ نہیں
یہ صلہ تیری عقیدت کا ہے اے ام النبیں

کی عطا معراج رب نے یہ ترے احساس کو
اپنا بیٹا کہہ رہی ہیں فاطمہؑ عباسؑ کو

کردیا آخر ادا تونے وفاداری کا حق
ہوگیا رنگین تاریخِ وفا کا ہر ورق
عمر بھر عباسؑ کو تونے دیا اک ہی سبق
وہ وفا کرنا کہ رکھیں یاد یہ چودہ طبق

تونے بیٹے کو بنایا ایسا شیدائے امام
روز کرتے ہیں امام عصرؑ خود جس کو سلام

تو نے سکھلایا ہے بیٹوں کو اطاعت کا سبق
صبر کا ایثار کا عزم و شجاعت کا سبق
خاکساری و وفاداری و جرأت کا سبق
تو نے گھٹی میں پلایا ایسا نصرت کا سبق

فاطمہؑ کے لال سے عہد وفا توڑا نہیں
کٹ گئے بازو مگر شبیرؑ کو چھوڑا نہیں

چومتی تھی مثل قرآں چہرۂ شبیرؑ کو
فاطمہؑ کی مثل سمجھا زینبؑ دلگیر کو
جانماز اپنی بنایا چادرِ تطہیر کو
خون سے اپنے لکھا عباسؑ کی تقدیر کو

آبرو رکھنا مرے بیٹے خدا کے واسطے
میں نے پالا ہے تجھے کرب و بلا کے واسطے

مرحبا اے مادرِ عباسؑ غازی مرحبا
قدموں پہ پیاسے کے سر رکھے ہوئے ہے علقمہ
بخشتی ہے روح کو صحت پھریرے کی ہوا
کہہ رہی ہے ساری دنیا سے یہ اب بھی کربلا

ہے وفاؤں کا خدا ام البنیں کے دل کا چین
جس کی پیشانی پہ لکھا ہے مرا مولا حسینؑ

مل نہیں سکتی زمانے میں کہیں تیری مثال
آ نہیں سکتا کبھی تیری فضیلت کو زوال
ہے جبینِ حضرت عباسؑ میں ترا جمال
جس کو کہتے ہیں وفاداری وہ ہے تیرا کمال

ایسی ہیبت ہے ترے عباسؑ کی ام البنیں
نقش پا سر پر اٹھائے ساتھ چلتی ہے زمیں

اُس زمانے میں تری جیسی کوئی عورت نہ تھی
تیری عظمت کو بتا سکتے ہیں بس مولا علیؑ
سن کے تیرا نام آتی ہے بدن میں تھرتھری
پال کر اسلام کو تو نے دیا ایسا جری

بھائی کو سمجھا ہے آقا خود کو اک ادنیٰ غلام
جتنی بھی سانسیں تھیں کر دیں مرضیٔ زینبؑ کے نام

آس بچوں کی، جوانوں کا سکوں، بوڑھوں کا چین
سقہ پیاسوں کا علمدارِ سپاہ مشرقین
پردہ دار زینبؑ وکلثوم، بازوئے حسینؑ
ناخدائے کشتیٔ اسلام تیرا نورِ عین

جس کے سر پر آج بھی ملک وفا کا تاج ہے
یہ رضاؔ ام البنیں کے دودھ کی معراج ہے

مسدس جناب سیدہ زینبؑ

زینبؑ ہی کائنات میں وہ تشنہ کام ہے
ہونٹوں پہ پیاس ہاتھوں میں کوثر کا جام ہے
زینبؑ شعور و فکر و وفا کا نظام ہے
زینب کہ جس کا مرضیٔ شبیرؑ نام ہے
یہ بات آج سارے زمانے میں عام ہے
زینبؑ امام تو نہیں جانِ امام ہے

زینبؑ کلام پاک کی آیت کا نام ہے
زینبؑ حسنؑ حسینؑ کی عزت کا نام ہے
زینبؑ اصول دیں کی حفاظت کا نام ہے
زینبؑ تو پنجتن کی طہارت کا نام ہے
جس کی ردا کے سائے میں جو بچے پل گئے
وہ کائنات صبر سے آگے نکل گئے

جس نے غرورِ شام کے خیبر کو ڈھا دیا
سوئے ہوئے ضمیر کو جس نے جگادیا
بیعت کا نام خاک میں جس نے ملادیا
جس نے کہ کربلا کا مقدر بنادیا
دو ہاتھ آگے بڑھ ہی گئے ذوالفقار سے
نسل یزید کاٹ دی چادر کی دھار سے

قلب رسولؐ پاک کو جو شاد کر گئی
منصوبۂ یزید کو برباد کر گئی
دل کو غم حسینؑ سے آباد کر گئی
بندھوا کے ہاتھ قوم کو آزاد کر گئی
ہر غم میں جس نے شکر کیا کردگار کا
اشکوں سے جس نے کام لیا ذوالفقار کا

جس کی مثال مل نہ سکی کائنات میں
لغزش نہ آنے دی کبھی پائے ثبات میں
کتنا نہ جانے زور تھا زینبؑ کے ہاتھ میں
بیعت کو غرق کردیا نہر فرات میں
زینبؑ اسیر ہوکے جدھر سے گزر گئی
قوموں کو واقف غم شبیرؑ کرگئی

جو پتھروں کی بھیڑ میں الماس بن گئی
بعد حسینؑ بچوں کی جو آس بن گئی
کوثر کبھی بنی تو کبھی پیاس بن گئی
دربارِ شام آیا تو عباسؑ بن گئی
ہیبت سے شامیوں کے کلیجے ہلادیئے
طوفان میں چراغ حسینی جلادیئے

کوئی ملا جواب نہ خطبے کے وار کا
سرجھک گیا حیا سے ہر اک نابکار کا
یوں حوصلہ نکالا دلِ بے قرار کا
بے چادری سے کام لیا ذوالفقار کا
ماتم سے تخت و تاج ستم کو ہلادیا
دربارِ شام تعزیہ خانہ بنادیا

جس نے قدم قدم پہ سنبھلا امام کو
دنیا بھلا سکے گی نہ جس کے پیام کو
مٹنے دیا نہ جس نے شہیدوں کے نام کو
خطبوں سے جس نے پھونک دیا فکر شام کو
باقی جہاں میں اشھد أن لا الله ہے
اب تک ہر اک یزید کا چہرہ سیاہ ہے

خطبے کے لفظ کو تلوار کردیا
جینا امیرِ شام کا دشوار کردیا
ٹھوکر سے قصر ظلم کو مسمار کردیا
اسلام کے سفینے کو اس پار کردیا
آباد علقمہ پہ ہے بستی شہید کی
خشکی میں غرق ہوگئی کشتی یزید کی

رسی کے نیل پڑگئے جس کی کلائی پر
قربان جس نے کردیا بچوں کو بھائی پر
بیتس سال کھوگئے جس کے ترائی پر
احسان جس کا اب بھی ہے ساری خدائی پر
درے لگے کمر پہ تو شکر خدا کیا
ٹوٹیں بلائیں گھر پہ تو شکر خدا کیا

زانو کو اپنے سینۂ سرورؑ بنادیا
خود جاگی اور سکینہؑ کو اس نے سلا دیا
عابدؑ جہاں تھکے تو وہیں آسرا دیا
پانی ملا تو بچوں کو شہؑ کے پلا دیا
ارمان دل میں کوئی مچلنے نہیں دیا
آنکھوں سے ایک اشک نکلنے نہیں دیا

زینبؑ دل حسینؑ کی دھڑکن کا نام ہے
زینبؑ رسالتوں کے نشیمن کا نام ہے
زینبؑ رسولؐ پاک کے گلشن کا نام ہے
زینبؑ رضاؔ حیات کے دامن کا نام ہے
جس نے غم حسینؑ مقدر بنا دیا
آنکھوں کو جس نے زم زم و کوثر بنا دیا

بہن سر ڈھک لے

بازار میں کرتی ہو جو چہروں کی نمائش
اے بیبیو! کیا یاد تمہیں کوفہ نہیں ہے
خطبہ بھی سنایا ہے تو لہجے میں علیؑ کے
زینبؑ کی تو آواز بھی بے پردہ نہیں ہے

پردہ اک راز مشیت ہے بہن سر ڈھک لے
پردہ معیارِ شرافت ہے بہن سرڈھک لے
پردہ بدعت نہیں سنت ہے بہن سر ڈھک لے
بے ردائی تو بغاوت ہے بہن سر ڈھک لے
پردہ زہراؑ کی امانت ہے بہن سر ڈھک لے

کوفہ وشام کے بازار تجھے یاد نہیں
سرکھلے لائے تھے سیدانیوں کو دشمن دیں
چہرے بالوں سے چھپائے ہوئے تھیں پردہ نشیں
پردہ کردار کی جنت ہے بہن سر ڈھک لے
پردہ زہراؑ کی امانت ہے بہن سر ڈھک لے

پردہ واجب بھی نہ تھا بالی سکینہؑ پہ ابھی
عمر گُل چار برس تھی ابھی معصومہ کی
بال چھوٹے تھے تو ہاتھوں سے ہی منھ ڈھانپے رہی
گر سکینہؑ سے محبت ہے بہن سرڈھک لے
پردہ زہراؑ کی امانت ہے بہن سر ڈھک لے

سرکھلے تو جو جلوسوں میں نظر آئے گی
دل پہ کیا قاسمؑ و اکبرؑ کے گزر جائے گی
پھر سے تو سید سجادؑ کو تڑپائے گی
پردہ بھائی کی حمیت ہے بہن سر ڈھک لے
پردہ زہراؑ کی امانت ہے بہن سر ڈھک لے

آئی مقتل سے جو ہمشکل پیمبرؐ کی صدا
نکلی خیمے سے جو اک بی بی ذرا سر تھا کھلا
ڈال کے سر پہ عبا رو کے یہ سرورؑ نے کہا
میں ابھی زندہ ہوں فرصت ہے بہن سرڈھک لے
پردہ زہراؑ کی امانت ہے بہن سر ڈھک لے

جب کسی نے کبھی سجادؑ سے معلوم کیا
کہاں تکلیف ہوئی سب سے زیادہ مولا
کچھ نہیں، آپ نے دل تھام کے بس شام کہا
بے ردائی ہے قیامت ہے بہن سر ڈھک لے
پردہ زہراؑ کی امانت ہے بہن سر ڈھک لے

گھر میں بیٹھی رہو ازواج سے حضرتؐ نے کہا

عمر بھر حجرے میں بیٹھی رہیں ام سلمہؑ

ایک بی بی نے قدم گھر سے جو میداں میں رکھا

آج تک قابلِ لعنت ہے بہن سر ڈھک لے

پردہ زہراؑ کی امانت ہے بہن سر ڈھک لے

آج بھی پردۂ غیبت میں ہے اپنا مولا

رخ سے پردہ جو ہٹا ہوگی قیامت برپا

آج بھی دیتا ہے آواز غلافِ کعبہ

پردہ خوشنودیٔ جحت ہے بہن سر ڈھک لے

پردہ زہراؑ کی امانت ہے بہن سر ڈھک لے

دیکھ قرآن ہے جزدان میں، ناول عریاں

سچ بتاؤ کسی انسان کا ہے دل عریاں

علم کے سامنے ہوجاتا ہے جاہل عریاں

پردہ اللہ کی رحمت ہے بہن سر ڈھک لے

پردہ زہراؑ کی امانت ہے بہن سر ڈھک لے

عقل پردے میں ہے دل پردے میں رب پردے

میں

جتنے نایاب خزانے ہیں وہ سب پردے میں

کوئی شیطان بتاؤ رہا کب پردے میں

پردہ مینارۂ عظمت ہے بہن سر ڈھک لے

پردہ زہراؑ کی امانت ہے بہن سر ڈھک لے

حکم خالق ہے نمازوں میں بھی سر ڈھانپے رہو

گھر میں بھی زور سے قرآں کی تلاوت نہ کرو

نظریں نیچی کئے بازار میں آہستہ چلو

پردہ معراج عبادت ہے بہن سرڈھک لے

پردہ زہراؑ کی امانت ہے بہن سر ڈھک لے

واسطہ غیرت عباسؑ دلاور کا تجھے

واسطہ قاسمؑ و ہمشکل پیمبرؐ کا تجھے

واسطہ زینبؑ و کلثومؑ کی چادر کا تجھے

پردہ اسلام کی عظمت ہے بہن سر ڈھک لے

پردہ زہراؑ کی امانت ہے بہن سر ڈھک لے

شام سے اب بھی یہ زینبؑ کی صدا آتی ہے

ننگے سر شوق میں جو رکھ کے ردا آتی ہے

وہ ہمیں اپنا جو کہتی ہے حیا آتی ہے

پردہ زینبؑ کی وصیت ہے بہن سر ڈھک لے

پردہ زہراؑ کی امانت ہے بہن سر ڈھک لے

پردہ کہتے ہیں کسے دیکھ لیں خود اہل جہاں

پردۂ شب میں اٹھی میتِ خاتونِ جناں

لوگ اپنے تھے وطن اپنا، نہ تھا غیر وہاں

پردہ اللہ کی سنت ہے بہن سر ڈھک لے

پردہ زہراؑ کی امانت ہے بہن سر ڈھک لے

لے کے مسجد سے علیؑ کو جو چلے اہل وفا
آئی جو زینبؑ و کلثومؑ کے رونے کی صدا
بولے شبرؑ سے یہیں روک دو سب کو بیٹا
پردہ مزدور کی دولت ہے بہن سر ڈھک لے
پردہ زہراؑ کی امانت ہے بہن سر ڈھک لے

نوجوانوں کو بھی لازم ہے نظر نیچی رکھیں
اپنی آنکھوں کی بصارت سے خیانت نہ کریں
پھر یہ حق ہے وہ رضاؔ شوق سے سوبار کہیں
پردہ ہر بھائی کی عزت ہے بہن سرڈھک لے
پردہ زہراؑ کی امانت ہے بہن سر ڈھک لے

سلام

زمانہ کروٹیں لیتا رہے گا
شبابِ کربلا ٹھہرا رہے گا

جسے مل جائے گا رومال زہراؑ
وہی اشک عزا زندہ رہے گا

غم دنیا مرے دل میں نہ آنا
یہاں شبیرؑ کا روضہ رہے گا

ہمارے بازوؤں میں دم ہے جب تک
علم عباسؑ کا اونچا رہے گا

ستم کے کتنے ہی طوفان آئیں
چراغِ کربلا جلتا رہے گا

کہا تشنہ لبی نے علقمہ پر
قیامت تک مرا قبضہ رہے گا

خلیفہ تم جسے چاہو بنالو
علیؑ مولا ہے تو مولا رہے گا

نبیؐ کے پہلوؤں میں لاکھ رکھو

جو کاٹتا ہے تو وہ کاٹتا رہے گا

سر شبیرؑ تو ہے عرشِ اعظم
بدن سے کٹ کے بھی اونچا رہے گا

سبیلوں سے صدائیں آرہی ہیں
ستم گر حشر تک پیاسا رہے گا

دل انسانیت پر تاقیامت
علیؑ کے لال کا قبضہ رہے گا

اذانیں جب تلک باقی رہیں گی
علیؑ اکبر رضاؔ زندہ رہے گا

کریں گے آگ کے شعلوں پہ ماتم
کلیجہ ظلم کا جلتا رہے گا

سلام

اپنے خون میں نہا گئے پیاسے
قصر بیعت بہا گئے پیاسے

کرکے سیراب حر کے لشکر کو
ظرف اپنا دکھا گئے پیاسے

خنجروں نے کلیجے چوم لئے
جب مصلوں پہ آ گئے پیاسے

گاڑ کے پیاس تپتے صحرا میں

کلمۂ حق اگا گئے پیاسے

گونگے لگتے ہیں حافظ قرآں
ایسا قرآں سنا گئے پیاسے

نہ ملے جب رسولؐ کے کاندھے
نوک نیزہ پہ آ گئے پیاسے

میں نے جب بھی کیا خیال حسینؑ
میری آنکھوں میں آ گئے پیاسے

دست قاتل سے اٹھ رہا ہے دھواں
قلبِ خنجر جلا گئے پیاسے

روک سیلاب تشنگی کو یزید
شام میں دیکھ آگئے پیاسے

آرہی ہے صدا سبیلوں کی
ہم کو پانی پلاگئے پیاسے

جس کا ہر قوم کررہی ہے طواف
ایسا کعبہ بناگئے پیاسے

جب بھی دیکھا کسی مسافر کو
جانے کیوں یاد آگئے پیاسے

سو رہے تھے ضمیر صدیوں سے
خوں چھڑک کر جگاگئے پیاسے

کرکے مضبوط دین کے بازو

اپنے بازو کٹا گئے پیاسے
اپنے چلو سے پھینک کر پانی
علقمہ کو رلاگئے پیاسے
جب بھی میں نے بچھایا فرشِ عزا
سب مرے گھر میں آگئے پیاسے
جو ابھی تک خدا شناس نہ تھے
ان کو مومن بناگئے پیاسے
توڑ کر اپنے بازوؤں سے رسن
زور حیدرؑ دکھاگئے پیاسے
اپنے پارے بکھیر کر قرآں
تیرے پارے بچاگئے پیاسے
بستی بستی میں گاؤں گاؤں میں
مجلسیں بن کے آگئے پیاسے
مل گیا خاک میں امیرِ شام
آسمانوں پہ چھاگئے پیاسے
لکھ رہا ہے جبین حرؑ پہ رضاؔ
مجھ کو شیعہ بناگئے پیاسے

سلام

وفا و صبر و یقین و ثبات کی راہیں
حسینؑ والوں سے پوچھو صفات کی راہیں
چراغ خیمے کا گل کرکے خود شبِ عاشور
دکھا رہے تھے شہؑ دیں حیات کی راہیں
ادب کے ساتھ عزا خانۂ حسینؑ میں آ
یہیں پہ ملتی ہیں سب واجبات کی راہیں
علیؑ نے دی ہے انگوٹھی نماز میں جب سے
سلام کرتی ہیں ان کو زکوٰۃ کی راہیں
گناہگار اٹھیں ہوکے شرمسار چلیں
تمام کھول دیں حرؑ نے نجات کی راہیں
پلایا اپنے ہی قاتل کو پیار سے شربت
علیؑ کے در سے ملیں نفسیات کی راہیں
حسینؑ لے کے بہتر چراغ گھر سے چلے
جو آئیں شام سے تاریک رات کی راہیں
غمِ حسینؑ ہمارے دلوں میں رہتا ہے

ہمارے اشکوں میں ہیں کائنات کی راہیں
سوائے پیاس کے ہم کو کہیں بھی کچھ نہ ملا
ملی ہیں ہم سے جہاں کو فرات کی راہیں
زمیں نگل گئی ان سارے پہرے داروں کو
جنہوں نے روکی تھیں اک دن فرات کی راہیں
حسینؑ نور ہیں اور ظلمتوں کی شام یزید
کہیں ملی ہیں بھلا دن سے رات کی راہیں
خود اپنی آنکھوں سے فطرس نے حرؑ نے راہب نے
بغور دیکھیں ہیں سب التفات کی راہیں
سروں سے چادریں چھینی گئیں اسیر ہوئے
نہ چھوڑیں اہل حرم نے ثبات کی راہیں
نہ دیکھ پائی کوئی آنکھ عصر سے پہلے
خیام بنت علیؑ کی قنات کی راہیں
جو پوچھنا ہے وہ پوچھو علیؑ ہیں منبر پر
یہ جانتے ہیں سبھی کائنات کی راہیں
حسینؑ سر نہ کٹاتے رضاؔ جو سجدے میں
نہ دیکھ پاتے مسلماں نجات کی راہیں

سلام

پسند فاطمہؑ آنسو جو تیرا ہو نہیں سکتا
تو پھر تیرا زمانے میں ٹھکانا ہو نہیں سکتا
خود اپنے خون جیسا جب پسینہ ہو نہیں سکتا
محمدؐ اور ہم جیسے ہوں ایسا ہو نہیں سکتا
محمدؐ نور ہیں، خالق کی اک تخلیق واحد ہیں
کوئی بھی دوسرا بے سایہ پیدا ہو نہیں سکتا
ابوطالبؑ خدا کا یہ تمہیں مخصوص تحفہ ہے
محمدؐ سا کسی کا بھی بھتیجہ ہو نہیں سکتا
کسی کی شان میں اب ھل اتی نازل نہیں ہوگا
اب اتنا معتبر کوئی بھی فاقہ ہو نہیں سکتا
ہوں منبر پر علیؑ یا پشت پر ناقے کی زینبؑ ہوں
کہیں پر بھی جدا لہجے سے لہجہ ہو نہیں سکتا
نبیؐ کی بیٹیاں کتنی بھی ہوں کوئی بھی ہو لیکن
حسینؑ ابنِ علیؑ جیسا نواسہ ہو نہیں سکتا
قسم ہے آیت تطہیر کی زہراؑ کی چادر میں

کئی پیوند ہو سکتے ہیں دھبہ ہو نہیں سکتا

نئی انگڑائی لی اسلام نے یہ کہہ کے اے زینبؑ

ترے بیمار سے بہتر مسیحا ہو نہیں سکتا

شہنشاہانِ دنیا مل کے بھی قیمت نہ دے پائے

مرے اشکِ عزا سا کوئی ہیرا ہو نہیں سکتا

زمانے چاہئے تفسیر کو نہج البلاغہ کی

کہ جب زینبؑ کے خطبہ کا خلاصہ ہو نہیں سکتا

ابوطالبؑ کی پوتی کے قدم جب تک نہ آئیں گے

دیارِ شام میں ہرگز اجالا ہو نہیں سکتا

نواسہ پشت پہ جبرئیل ہوں تھامے ہوئے بازو

نبیؐ کا دوسرا اب ایسا سجدہ ہو نہیں سکتا

عمل حرؑ کا بتاتا ہے کہ ناممکن بھی ہو ممکن

اگر انسان دل میں ٹھان لے کیا ہو نہیں سکتا

پلا کر نہر کو پانی جو اپنے ہاتھ کٹوادے

کوئی عباسؑ سا خوددار پیاسا ہو نہیں سکتا

اٹھا کر آگ کے شعلوں سے نسل مصطفیؐ لائی

کسی سینے میں زینبؑ سا کلیجہ ہو نہیں سکتا

علیؑ گر آپ کا سونا نہ ہو ثابت شبِ ہجرت

بہت سے لوگ یہ کہتے یہ بندہ ہو نہیں سکتا

ہنسی ہونٹوں پہ، پیشانی پہ بل اور تیر گردن میں

کوئی تاریخ میں اصغرؑ سا بچہ ہو نہیں سکتا

رضاؔ جو محسن اسلام کے محسن کا منکر ہو

وہ چاہے جو بھی ہو انسان اچھا ہو نہیں سکتا

سلام

اے کربلا ترے دامن میں داستاں ہے کوئی
تری زمیں میں کوئی چاند کیا نہاں ہے کوئی
غذا تو چھوڑیے پانی کی ایک بوند نہیں
حسینؑ جیسا غریب الوطن کہاں ہے کوئی
حسینؑ کہتے تھے میں نے سمجھ لیا بیٹا
ترے کلیجہ میں ٹوٹی ہوئی سناں ہے کوئی
محرم آتے ہی لگتا ہے جیسے گریہ کناں
ہر ایک تعزیہ خانے میں اب بھی ماں ہے کوئی
یہ ام لیلیٰؑ کو لگتا تھا جیسے برچھی کا
جگر پہ پالنے والی کے بھی نشاں ہے کوئی
رہائی پاکے بھی زینبؑ کو عمر بھر یہ لگا
کہ جیسے آج بھی بازو میں ریسماں ہے کوئی
یہ کیسی آتی ہے ہرشب کراہنے کی صدا
اسیر شام کے زنداں میں ناتواں ہے کوئی
گھٹائیں ڈھونڈھتی پھرتی ہیں صحرا صحرا کسے

ضرور تشنہ دہن اب بھی بے زباں ہے کوئی
حبیبؑ کہتے تھے آقا کچھ اور کام بتا
یہ سر کٹانا بھی اے دوست امتحاں ہے کوئی
بھرا ہے کاسۂ قاتل کو دل کے ٹکڑوں سے
حسینؑ جیسا کہاں اور مہرباں ہے کوئی
بغیر ہاتھوں کے اونچا ہے چودہ صدیوں سے
بتاؤ دوسرا عباسؑ سا نشاں ہے کوئی
صدائیں آج بھی آتی ہیں راہب و حر کی
حسینؑ جیسا کہاں اور مہرباں ہے کوئی
ہیں جس میں گل تو بہتر پہ ایک ہے خوشبو
جو کربلا میں ہے ایسا بھی گلستاں ہے کوئی
فرشتے قبر میں اتنا ضرور پوچھیں گے
تمہارے سینے پہ ماتم کا بھی نشاں ہے کوئی
نظر پڑی جو شہؑ کربلا کے مقتل پر
لگا کہ بکھرا ہوا جیسے آسماں ہے کوئی
جو پوچھا شہر خموشاں میں تو کسی نے کہا
رضاؔ ہے کرب و بلا میں رضاؔ یہاں ہے کوئی

سلام

ہے زیارت کے لئے روضہ یہاں عباسؑ کا
ورنہ ہے شبیرؑ کے دل میں مکاں عباسؑ کا
اے سیاہ شام جائے گی کہاں تو، بھاگ کر
یہ زمیں عباسؑ کی ہے آسماں عباسؑ کا
چومتا ہے ایک لب کو دوسرا لب پیار سے
نام جتنی بار لیتی ہے زباں عباسؑ کا
یہ دعا زہراؑ کی ہے یا معجزہ یا فتح ہے
ہاتھ کٹتے ہی ہوا اونچا نشاں عباسؑ کا
دامنِ شبیرؑ ہاتھوں سے نہ چھوٹے اس لئے
بازوؤں پہ نام لکھ دیتی ہے ماں عباسؑ کا
اپنی پیشانی کو رکھ کر چین سے سوجائیں گے
مل گیا نقشِ قدم ہم کو جہاں عباسؑ کا
جسم پر بازو نہ ہوں اور کربلا کو جیت لے
کس قدر دشوار تھا یہ امتحاں عباسؑ کا
سلسلہ در سلسلہ اور انجمن در انجمن

ہے سپاہی آج ہر اک نوجواں عباسؑ کا
مدتوں آتی ہے ہونٹوں سے مرے بوئے بہشت
تذکرہ کرتی ہے جب میری زباں عباسؑ کا
ایسا لگتاہے کہ کانوں سے ٹپکتا ہے لہو
کرتی ہیں ماتم کسی کی بالیاں عباسؑ کا
خود علیؑ نے بازوؤں پہ لکھا ہے نادِ علیؑ
کیا بگاڑیں گی رضاؔ یہ بجلیاں عباسؑ کا

سلام

یہ تو ممکن ہے کہ ہو حافظِ قرآن غلط
ہو نہیں سکتا محمدؐ کا نگہبان غلط

روز پڑھتے ہیں احادیث مسلمان غلط
جس کو کہتے ہیں صحیح اس کا ہے عنوان غلط

ہاں غلط مفتی اعظم ترا فرمان غلط
ہو عزاداریٔ شبیرؑ سے نقصان غلط

ایک لمحے میں یہ نسلوں کو پرکھ لیتے ہیں
ہو نہیں سکتا علیؑ والوں کا عرفان غلط

جن کے اجداد درِ علم کو چھوڑ آئے ہیں
وہ مسلمان پڑھا کرتے ہیں قرآن غلط

لاکھ حافظ ہو، نمازی ہو کہ حاجی یا غنی
جس کا ایمان غلط ہے وہ مسلمان غلط

مان لو یا تو بلا فصل علیؑ کو مولا
یا کہو خم میں پیمبرؐ کا ہے اعلان غلط

صرف اک نقطے سے دانستہ چراکر نظریں
شیخ جی لکھتے رہے معنی قرآن غلط

خلد سے نکلا جلایا نہ مگر دروازہ
ہم نے شیطان سے کچھ دیکھے مسلمان غلط

انگلیاں جو بھی اٹھاتے ہیں ابوطالبؑ پر
خود غلط، خون غلط، نسل غلط، شان غلط

عقل کے مارو! یہ قرآن صدا دیتا ہے
ایک کافر کا پیمبرؐ پہ ہو احسان غلط

ان کو لوگوں نے دیئے کیسے سنہرے القاب
جن کو شک تھا کہ نبیؐ کا ہے یہ فرمان غلط

ہو نہیں سکتا پیمبرؐ پہ مرض کا غلبہ
جو یہ کہتا ہے پیمبرؐ کو ہے ہذیان غلط

چھوڑ کر آلؑ کو تم چاہے جسے اپناؤ
حشر میں کام نہ آئے گی یہ پہچان غلط

حق پرستی کا تجھے دعویٰ اگر ہے بھائی
جس کو قرآن بتاتا ہے غلط، مان غلط

ہر طرف نادِ علیؑ لکھی ہے جس کشتی پر
اس کو لے جائے بہاکے کوئی طوفان، غلط

جس کے ہوں سینۂ وپیشانی پہ دوخاص نشاں
وہ عزادار ہو دنیا میں پریشان، غلط

بغض حیدرؑ میں رضاؔ شکل بگڑجاتی ہے
ورنہ پیدا نہیں ہوتا کوئی انسان غلط

سلام

ننھے سے اس دیئے پر فدا روشنی
بجھتے بجھتے بھی جو دے گیا روشنی

شام زادوں میں انسانیت چیخ اٹھی
کربلا کربلا کربلا روشنی

گلشنِ دینِ اسلام کو دے گئے
تشنہ لب سایہ، پانی، ہوا، روشنی

سرچراغوں کے جیسے ہی کاٹے گئے
ہوگئی اور بھی کچھ سوا روشنی

جلتے خیمے سے سورج نے آواز دی
دوش پر اپنے مجھ کو اٹھا روشنی

طوق پہنے ہوئے آفتاب حسینؑ
بستی بستی گیا بانٹتا روشنی

رات بھر خود ہی رو رو کے پڑھتی رہی
اپنے پروانوں کا مرثیہ روشنی

آل و قرآن جس میں نہ آئیں نظر
ظلم سے مجھ کو ایسے بچا روشنی

ایک ہی بات ہے چاہے جیسے کہو
روشنی کربلا کربلا روشنی

کس نے خیمے کا اپنے دیا گل کیا
چہرے دینے لگے حق نما روشنی

روح حوّا پکار اٹھی عاشور کو
ڈال دے میرے سر پر ردا روشنی

یوسف فاطمہؑ آگئے کربلا
چاہئیں کتنے سورج بتا روشنی

عیب جس میں بس اپنے ہی آئیں نظر
مجھ کو ایسا دکھا آئینہ روشنی

اک تبسم نے روکا ہے طوفان کو
ہوگئی ہوتی ورنہ ہوا روشنی

پھول کی طرح مہکے گی خاکِ شفا
قبر میں دے گا اشکِ عزا روشنی

قبر میں تیرگی سے میں سہما ہی تھا
آگئے بن کے مشکل کشا روشنی

کارواں تیرگی میں نہ بھٹکے گا اب
دے گیا اتنی اک باوفا روشنی

بزم میثم کا سچا نمک خوار ہے
تیرے شعروں میں ہے جو رضاؔ روشنی

مسدس

مصطفیٰؐ کا شباب ہے اصغرؑ
اک مہکتا گلاب ہے اصغرؑ
فکر کا آفتاب ہے اصغرؑ
خالق انقلاب ہے اصغرؑ
موت کو زندگی کا نام دیا
تشنگی کو بقا کا جام دیا

اک مکمل نظام ہے اصغرؑ
درد کا اختتام ہے اصغرؑ
جرأتوں کا امام ہے اصغرؑ
واجب الاحترام ہے اصغرؑ
طاقتِ ظلم کو جھنجھوڑ گیا
حلقِ نازک سے تیر توڑ گیا

صبر کا آسمان ہے اصغرؑ
عظمتوں کا نشان ہے اصغرؑ
کربلا کی زبان ہے اصغرؑ
ایسا بھولا کسان ہے اصغرؑ
خون جو بو کے ریگزاروں میں
بھر گیا رنگ نو بہاروں میں

جنگ کرنے جب آ گیا اصغرؑ
فوجِ اعدا پہ چھا گیا اصغرؑ
لفظ بیعت مٹا گیا اصغرؑ
زورِ حیدرؑ دکھا گیا اصغرؑ
اک کرن جب لبوں سے پھوٹ گئی
حرملہ سے کمان چھوٹ گئی

دین کی شان بن کے آیا ہے
بات کی آن بن کے آیا ہے
نکتہ قرآن بن کے آیا ہے
کل ایمان بن کے آیا ہے
جنگ کا آج فیصلہ ہوگا
آج بیعت کا خاتمہ ہوگا

کون ہے ہم سے طالب بیعت
دیکھیں تو اس ذلیل کی صورت
جس نے لوٹی ہے دین کی دولت
ہم نے دے دی تھی رات کی مہلت
پھر بھی چھوڑا نہ ظلم نے تم کو
جاؤ اب علقمہ میں ڈوب مرو

بوترابی ہیں ہم خدا کی قسم
آسمانوں پہ ہیں نشانِ قدم
ہم نے پایا ہے مصطفیؐ سے علم
یہ علم کیا ہے جانتے ہیں ہم

تم تو خیبر میں چھوڑ آئے تھے
میرے دادا اٹھاکے لائے تھے

کون ہوں میں تمہیں بتاؤں گا
موت کا ذائقہ چکھاؤں گا
شامیوں شام تک بھگاؤں گا
آج ایسا سبق سکھاؤں گا

جتنا بھولو گے یاد آئے گا
میرا خوں ساتھ ساتھ جائے گا

تم ہو شیطان، آدمی ہم ہیں
تیرگی تم ہو، روشنی ہم ہیں
موت تم ہو تو زندگی ہم ہیں
خیبری تم ہو حیدری ہم ہیں

غار میں ساری رات تم روئے
ہم تو تیغوں میں چین سے سوئے

عزم کی کائنات ہے اصغرؑ
جو نہ بدلی وہ بات ہے اصغرؑ
تشنگی کی فرات ہے اصغرؑ
یہ فقط تیری ذات ہے اصغرؑ

جس کی تاریخ میں مثال نہیں
تو وہ شیشہ ہے جس میں بال نہیں

تیر گردن پہ کھا کے سوئے ہیں
باب خیبر اٹھا کے سوئے ہیں
یہ ابھی مسکرا کے سوئے ہیں
ساری دنیا جگا کے سوئے ہیں

کربلا لوریاں سنا دینا
ہو ضرورت تو پھر جگا دینا

قبرِ اصغرؑ پہ آکے ماں نے کہا
باپ کا دل بڑھا دیا بیٹا
دیکھتے کاش آج شیرِؑ خدا
میرے بچے نے معرکہ جیتا

تیر کا رخ گلے سے موڑ دیا
حرملہ کا غرور توڑ دیا

اے مرے شیرخوار زندہ باد
اے غریب الدیار زندہ باد
اے ادھوری بہار زندہ باد
حسرتوں کے مزار زندہ باد

چھوٹ کے جب مدینے جاؤں گی
میں ترا فاتحہ دلاؤں گی

قید ہوکر چلی ہے ماں جو رضاؔ
اس گھڑی حشر ہوگیا برپا
قبرِ اصغرؑ پہ جب یہ ماں نے کہا
مجھ کو بیٹا معاف کردینا

تم کو پانی بھی ماں پلا نہ سکی
شمع بھی قبر پر جلا نہ سکی

مسدس بعنوان صبر

صبر مظلوم کو جینے کی دعا دیتا ہے
صبر نبضوں کی حرارت کو بڑھا دیتا ہے
صبر انسان کو فولاد بنا دیتا ہے
صبر امت کو تہہ تیغ دعا دیتا ہے

جو بھی صابر ہے وہ میداں سے نہیں ہٹ سکتا
صبر کا سر کسی خنجر سے نہیں کٹ سکتا

صبر تو آہ کو تلوار بنا دیتا ہے
کوششِ ظلم کو بیکار بنا دیتا ہے
صبر تو صاحب کردار بنا دیتا ہے
صبر نادار کو خوددار بنا دیتا ہے

مست فاقوں میں بھی رہتا ہے قلندر کی طرح
زندگی کاٹ دیا کرتا ہے قنبر کی طرح

صبر بن پانی کے پھولوں کو کھلا دیتا ہے
ایک ٹھوکر سے یہ مردے کو جلا دیتا ہے
مسکراکر دل باطل کو ہلا دیتا ہے
دودھ یہ اپنے ہی قاتل کو پلا دیتا ہے

صبر مظلوم کی آواز ہے فریاد نہیں
صبر کے ساتھ خدا ہوتا ہے تعداد نہیں

صبر اک آہنی دیوار ہے باطل کے لئے
صبر رستا ہوا ناسور ہے قاتل کے لئے
صبر مرہم بھی تو ہے ٹوٹے ہوئے دل کے لئے
صبر لازم ہے ہر اک حاکم و عادل کے لئے
رکھ کے طاقت جو کرے صبر، ولی ہوجائے
صبر جب حد سے گزر جائے علیؑ ہوجائے

صبر کے پھولوں کو پانی کی ضرورت ہی نہیں
صبر سے بڑھ کے جہاں میں کوئی دولت ہی نہیں
صبر سے خالی اگر ہو تو عبادت ہی نہیں
صبر سے بڑھ کے کسی چیز میں لذت ہی نہیں
صبر آتش کو بھی گلزار بنا دیتا ہے
صبر آنسو کو بھی تلوار بنا دیتا ہے

صبر انسان کی نسلوں کا پتہ دیتا ہے
صبر الحاد کی بنیاد ہلا دیتا ہے
خشک ہونٹوں سے سمندر کو جلا دیتا ہے
خاک میں بیعت فاسق کو ملا دیتا ہے
اب بھی آتی ہے صدا شام کے بازاروں سے
صبر کا سر نہ جھکا ظلم کی تلواروں سے

صبر خوشنودیٔ معبود بزرگوں کی عطا
صبر بہنوں کی عنایت ہے تو ہے ماں کی دعا
صبر ہے موت ستمگر کی تو ایماں کی بقا
صبر کے خون سے تعمیر ہوئی کرب و بلا
ظلم کے ہاتھ پہ گر صبر کی بیعت ہوتی
ملک اللہ کا شیطاں کی حکومت ہوتی

صبر پابندِ مشیت تو تھا مجبور نہ تھا
بیڑیاں پہن کے مسرور تھا معذور نہ تھا
طوق گردن کا بتاتا ہے کہ مغرور نہ تھا
تختۂ شام الٹنا اسے منظور نہ تھا
دیکھنا یہ تھا کہ ہے ظلم میں طاقت کتنی
صبر کے ساتھ میں چل سکتی ہے بیعت کتنی

تو حد صبر سمجھتا ہے جسے اہل ستم
وہ ابھی زینبؑ و سجادؑ کا ہے پہلا قدم
صبر اپنا تو ہے قرآن کے پاروں میں رقم
امتحانوں کی کمر ٹوٹ گئی زندہ ہیں ہم
ظلم مٹ جائے گا ناپید یہ بیعت ہوگی
ایک دن صبر کی دنیا میں حکومت ہوگی

صبر کے ہونٹوں پہ جس وقت تبسم ابھرا
چھا گیا فوجِ یزیدی پہ عجب سناٹا
تیر قدموں پہ گرے ظلم کا چہرہ اترا
سنگ دل ہوتے ہوئے آنکھوں سے پانی برسا

سرنگوں تیر ہے اور حرملہ شرمندہ ہے
آج بھی صبر کے ہونٹوں کی ہنسی زندہ ہے

صبر اک پھول ہے گلزارِ ابوطالبؑ کا
صبر اعلان ہے کردار ابوطالبؑ کا
صبر تل لگتا ہے رخسارِ ابوطالبؑ کا
صبر وہ وار ہے تلوارِ ابوطالبؑ کا

جس سے سفیان کی نسلوں کی کمرٹوٹ گئی
حرملہ رویا تو اصغرؑ کی ہنسی چھوٹ گئی

عصر کا ڈھل گیا ہاں صبر کا سورج نہ ڈھلا
صبر پہ اور شباب آگیا جکڑا جو گلا
ظلم کی پھول گئی سانس جو یہ تیر چلا
آگ دم توڑگئی صبر کا قرآں نہ جلا

طوق و زنجیر نہ اب تیروکماں باقی ہیں
ہاں مگر صبر کے سجدوں کے نشاں باقی ہیں

لذت صبر علمدارِ وفا سے پوچھو
صبر کہتے ہیں کسے اہل عزا سے پوچھو
صبر انصار شہؑ دیں کا قضا سے پوچھو
صبر شبیرؑ خدا جانے خدا سے پوچھو

خون کی دھار سے خنجر کی رگیں ٹوٹ گئیں
صبر کے سامنے عقلوں کی حدیں ٹوٹ گئیں

علقمہ بھول ہی سکتی نہیں صبر بے شیرؑ
خشک ہونٹوں پہ ہنسی، حلق میں پیوست تھا تیر
سجدۂ شکر ادا کرتا تھا صبر شبیرؑ
صبر کی ایسی مصور نے بنائی تصویر

صبر پہ جتنے قلم اٹھے وہ سب توڑ دیئے
کچھ ورق زینبؑ و عابدؑ کے لئے چھوڑ دیئے

صبر عاشور کی اس تیرہ شبی سے پوچھو
کس طرح بنتا ہے اک پھول کلی سے پوچھو
شوخیاں صبر کی اس زندہ دلی سے پوچھو
صبر انصار حسینؑ ابن علیؑ سے پوچھو

تشنہ کامی میں جو کوثر کا مزہ پاتے تھے
موت کی چھاتی پہ ہنس ہنس کے چڑھے جاتے تھے

صبر ہر نقش کو اک یاد بنا دیتا ہے
صبر خاموشی کو فریاد بنا دیتا ہے
صبر ہر فکر سے آزاد بنا دیتا ہے
صبر بیمار کو سجادؑ بنا دیتا ہے

صبر بولے تو زمانہ تہہ وبالا ہوجائے
پاؤں کے چھالئے جو پھوٹیں تو اجالا ہوجائے

صبر ایوبؑ بھی یعقوب بھی الیاسؑ بھی ہے
صبر الحمد بھی یٰسین والناس بھی ہے
صبر زم زم بھی ہے کوثر بھی ہے اور پیاس بھی ہے
صبر حمزہؑ بھی ہے جعفرؑ بھی ہے عباسؑ بھی ہے

صبر کو ناز ہے ان اپنے علمداروں پر
خون سے لکھ گئے اللہ جو تلواروں پر

صبر کا راستہ دیواروں سے روکا نہ گیا
صبر نیزے پہ کبھی دار پہ بیخوف چڑھا
صبر ہر دور میں ظالم کے مقابل ہی رہا
ظلم چلایا مگر صبر نے شکوہ نہ کیا

فطرتاً صبر کا آنسو جو نکل جاتا ہے
دامنِ ظلم بنا آگ کے جل جاتا ہے

صبر دیکھے کوئی مولا کے عزاداروں کا
ہم نے منھ موڑ دیا ظلم کی تلواروں کا
ہم نے سر کچلا ہے ان پیروں سے انگاروں کا
ذائقہ چکھا ہے بغداد کی دیواروں کا

صبر کی راہ میں قربانیاں ہم نے دی ہیں
ہم نے ہر دور میں زہراؑ کی دعائیں لی ہیں

صبرِ سرورؑ نے عجب حوصلہ بخشا ہم کو
آ گیا رنج و مصیبت میں بھی ہنسنا ہم کو
حوصلہ دے گیا اکبرؑ کا کلیجہ ہم کو
یاد ہے آخری شبیرؑ کا سجدہ ہم کو

صبر شبیرؑ اگر دل سے رضا ہٹ جاتا
وہ جواں بیٹے کا غم تھا کہ جگر پھٹ جاتا

نوحہ

پکڑ کے دل کو اکبرؑ نے کہا بابا خدا حافظ
سناں نے کردیا ٹکڑے مرا سینہ خدا حافظ
یہ میری آخری آواز ہے بولا نہیں جاتا
مرے سید مرے آقا مرے مولا خدا حافظ
نکل ہی جائے گا جیسے بھی دم نکلے گا اے بابا
نہ اب آنے کی زحمت آپ فرمانا خدا حافظ
مری ماں اور پھوپھیوں سے مرا آداب کہہ دینا
پھر اس کے بعد آہستہ کہا اچھا خدا حافظ
کلیجے میں سناں ٹوٹی ہے دم آنکھوں میں اٹکا ہے
ملے فرصت تو یہ صغراؑ کو لکھ دینا خدا حافظ
زمیں مقتل کی جلتی ہے دھواں زخموں سے اٹھتا ہے
مری ماں سے دعا کرنے کو کہہ دینا خدا حافظ
رگڑنا ایڑیاں میرا نہ دیکھا جائے گا تم سے
جو آنا ہی ہے تو کچھ دیر میں آنا خدا حافظ
جو ہوش آجائے میرے غمزدہ بیمار بھائی کو
تو بس میری طرف سے اتنا کہہ دینا خدا حافظ
یہ حسرت تھی پھوپھی کی گود ہوتی میرا سر ہوتا

مگر قسمت کو یہ منظور ہی کب تھا، خداحافظ
مدینے گر کوئی جائے تو یہ صغراؑ کو لکھ دینا
نہ اب اکبرؑ کا رستہ دیکھنا بہنا خدا حافظ
پڑا ہے سامنے میرے چچا عباسؑ کا لاشہ
سکینہؑ کو تم اپنے ساتھ مت لانا خدا حافظ
لبوں پہ پپڑیاں، کانٹے زباں پر، درد سینے میں
بڑی مشکل میں رکتے رکتے دم نکلا خدا حافظ
پھوپھی اماں سے کہنا جب مدینہ لوٹ کر جائیں
بلاکر دوستوں کو میرے کہہ دینا خدا حافظ
جگر میں درد اٹھا اور اک ہچکی کے آتے ہی
تڑپ کر کہہ اٹھیں لیلیٰؑ مرے بیٹا خدا حافظ
علی اکبرؑ کا سرزانو پہ رکھ کے شاہؑ کہتے ہیں
جو ممکن ہو تو پھر بیٹا کہو بابا خدا حافظ
پسینہ موت کا ہچکی کے ساتھ آیا تو کروٹ لی
بڑی مشکل سے دم کے ساتھ ہے نکلا، خدا حافظ
حسینؑ ابن علیؑ نے منہ پہ منہ اکبرؑ کے جب رکھا
قضا خود چیخ کر بولی شہؑ والا خدا حافظ
رضاؔ تقدیر جب مقتل میں بوڑھے باپ کو لائی
جواں بیٹاؑ کلیجہ تھام کے بولا خدا حافظ

نوحہ

علی اصغرؑ کو ماں رو رو پکارے
کھڑی کب تک رہوں بانہیں پسارے
سلگتی ریت پر تم بے کفن ہو
ردا بھی اب نہیں سرپر ہمارے
لگائیں کیسے ہم سینے سے تم کو
بندھے ہیں ہاتھ رسی میں ہمارے
لکھاہے خط میں صغراؑ نے کہ اصغرؑ
رکھے ہیں عید کے کپڑے تمہارے
بھرے گھر میں کوئی باقی نہیں ہے
یہ ماں زندہ رہے کس کے سہارے
یہ ماں قربان جائے تیر کھاکر
ہنسی آئی ہے ہونٹوں پر تمہارے
چچا سے یا علی اکبرؑ سے کہنا
لگی ہے آگ خیموں میں ہمارے
سکینہؑ کے ہوئے رخسار نیلے
طمانچے شمر نے اتنے ہیں مارے
بتاؤ آگ کے شعلوں سے اصغرؑ

بچاؤں کیسے جھولے کو تمہارے
بھرا گھر ہوگیا اک دن میں خالی
نظر کس کی لگی گھر کو ہمارے
کھلے سر آیتیں چلا رہی ہیں
پڑے ہیں خاک پر قرآں کے پارے
سکینہؑ چیختی ہے ہائے عمو
ستمگر چھینتا ہے گوشوارے
ذراسی دیر کو خیمے میں آجا
یہ ماں اصغرؑ ترا صدقہ اتارے
رضاؔ لگتا ہے ماں راتوں کو اب بھی
علی اصغرؑ علی اصغرؑ پکارے

نوحہ

عاشور کو مقتل میں تھے زہراؑ کے یہ نالے
آغوش میں زینبؑ مرے بچے کو اٹھالے

جلتی ہے زمیں اور کوئی سایہ بھی نہیں ہے
پڑ جائیں بدن میں نہ مرے لال کے چھالے

زینبؑ مرا بچہ ابھی تیروں پہ رکا ہے
کس طرح یہ ماں جسم سے تیروں کو نکالے

تو نے بھی مری طرح ہے ماں جائے کو پالا
چل خیمے سے اور بھائی کو چھاتی سے لگالے

زینبؑ میں اکیلی نہیں، ہیں ساتھ حسنؑ بھی
بابا بھی کھڑے ہیں ترے دل اپنا سنبھالے

جی چاہتا ہے چوم لوں اس خشک گلے کو
خنجر جو ذرا دیر کو یہ شمر ہٹالے

ظالم مرے بچے کا گلا کاٹ رہا ہے
بالیں پہ کھڑے تکتے ہیں سب پالنے والے

معلوم ہے مجھ کو کوئی خیمے میں نہیں ہے
زینبؑ مرے عباسؑ کو دریا سے بلالے

ہے کتنے دنوں اس کے لئے چکی چلائی

ہیں اب بھی پڑے دیکھ مرے ہاتھ میں چھالے

پھر بولیں کہ تو نے بھی تو ہے جھولا جھلایا
جبرئیل تو ہی آ مرے پیاسے کو بچالے

قرآں کی طرح جس کے نبیؐ لیتے تھے بوسے
مارے ہیں مسلمانوں نے اس سینے پہ بھالے

گودی میں لئے سر کو یہ چلاتی ہے زہراؑ
اے شمر یہ ماں زخموں سے مٹی تو چھڑالے

شہؑ بولے کہ اے اماں نہ زینبؑ کو بلاؤ
سب گھر کو میں کر آیا ہوں بہنا کے حوالے

زینبؑ نے کہا روکے بتاؤ مری اماں
بیٹی تری عابدؑ کو کہ بھائی کو سنبھالے

میں اپنا گلا رکھوں گی بھائی کے گلے پر
سینے سے مرے کوئی سکینہؑ کو ہٹالے

یہ کہہ کی وہیں بیٹھ گئیں خاک پہ زہراؑ
پیاسا تجھے مارا گیا اے نازوں کے پالے

سر نیزے پہ ہے جسم ترا جلتی زمیں پر
کس طرح یہ ماں بانہیں گلے میں ترے ڈالے

بے گوروکفن لاش رضاؔ بولی تڑپ کے
زینبؑ جو ہو ممکن تو ردا ایک بچالے

نوحہ

نیند خود بے چین ہے کہ کیسے آئے قید میں
کون سینے پر سکینہؑ کو سلائے قید میں
سرجھکائے خاک پر بیٹھی ہوئی ہیں بیبیاں
بیکسوں کا حال سننے کون آئے قید میں
دل پہ کیا گزری کوئی پوچھے تو اس بیمار سے
جس کو تنہائی میں کنبہ یاد آئے قید میں
زندگی تو زندگی ہے موت بھی دشوار ہے
چھاؤں، پانی اور ہوا جب کچھ نہ آئے قید میں
خواہر عباسؑ کہتی تھی کہ اے پروردگار
ہند کے آنے سے پہلے موت آئے قید میں
روکے زینبؑ نے کہا شرمندہ ہوں بھائی حسینؑ
فاتحہ تیری بہن کیسے دلائے قید میں
جب کبھی بدلی ہے کروٹ عابدؑ بیمار نے
دیر تک آواز آئی ہائے ہائے قید میں
صبح سے بیٹھے ہیں دروازے پہ اس امید میں
کوئی نہ کوئی کہیں سے ملنے آئے قید میں
ہائے اس کمزور سی عورت کے بازو میں رسن

جو کھڑی ہوکر نمازیں پڑھ نہ پائے قید میں
ہتھکڑی ہاتھوں میں بیڑی پاؤں میں گردن میں طوق
کس طرح ہمشیر کی تربت بنائے قید میں
خشک آنکھیں ہوگئیں اور گل گیا گالوں کا گوشت
اس قدر بیمار نے آنسو بہائے قید میں
کیا سمجھ سکتا ہے کوئی اس کا حالِ بیکسی
وہ جو دلہن شرم سے رو بھی نہ پائے قید میں
اس طرح کاٹی گئی ہے قیدِ تنہائی کہ بس
اجنبی لگنے لگے خود اپنے سائے قید میں
بیبیوں کے رسیوں میں ہاتھ ہیں جکڑے ہوئے
تھپ تھپاکر کون بچوں کو سلائے قید میں
اب تو اتنا بھی نہیں ہے یاد، کیا ہوتا ہے گھر
اک زمانہ ہوگیا زینبؑ کو آئے قید میں
دوستوں کی صورتیں دیکھے زمانہ ہوگیا
کس کو فرصت جو کوئی ملنے کو آئے قید میں
بیٹھتے ہیں روز اس حسرت میں دروازے کے پاس
آج شاید اپنا کوئی ملنے آئے قید میں
چاہنے والے تو سب جلتی زمیں پر سوگئے
کون اب پردیسیوں سے ملنے آئے قید میں
جب نہ مل پایا کہیں قبرِ سکینہؑ کو چراغ

قیدیوں نے اپنے اپنے دل جلائے قید میں
بیکسی، بے پردگی، بے چارگی، تیرہ شبی
ایک زینبؑ کتنے افسانے سنائے قید میں

آنسوؤں کا ڈال کر جھولا بندھے ہاتھوں سے ماں
بے زباں کی یاد کو جھولا جھلائے قید میں

سب کے سب اک حال میں ہیں شاہزادی اور کنیز
کون اپنا حال اب کس کو سنائے قید میں

مسکرانا تو بڑی شے ہے، یہ ہے حکم یزید
زور سے قیدی کوئی رونے نہ پائے قید میں

سوگئے عباسؑ تو دریا پہ اب تشنہ لبی
نیل گالوں کے رضاؔ کس کو دکھائے قید میں

نوحہ

زینبؑ نے کہا پونچھ کے اشکوں کو ردا سے
آ لوٹ کے خیمے میں محمدؐ کے نواسے

ہمشکل پیمبرؐ رہے دنیا میں سلامت
مرتے ہیں تو مرجائیں مرے لال بلا سے

خود روٹیاں راتوں میں غریبوں کو جو بانٹیں
محروم ہیں سہ روز سے وہ آب و غذا سے

شبیرؑ نے فضہؑ سے کہا خیمے میں کہہ دو
مارے گئے میدان میں حیدرؑ کے نواسے

ہرلاش پہ کرتے ہی رہے شکر کا سجدہ
شبیرؑ نے شکوہ نہ کیا کوئی خدا سے

اٹھارہ برس پالا ہے اس شیر کو میں نے
لیلیٰ کی طرف سے یہ کوئی کہہ دے قضا سے

منہ چوم کے اصغرؑ کا کہا ماں نے سنا ہے
کھیلے ہو بڑی دیر مری جان قضا سے

اب سمجھی کہ کیوں تجھ کو نظر لگ گئی جانی
مقتل میں ہنسا ہوگا کسی خاص ادا سے

تلواروں سے ٹکڑے ہوا سید کا عمامہ

خونِ شہؑ مظلوم ٹپکتا ہے عبا سے

ہر مانگ تھی اجڑی ہوئی ہر گود تھی خالی

جب قافلہ کوفہ کو چلا کرب و بلا سے

رسی کے نشاں دیکھ کے یہ کہتی تھی زینبؑ

سوغات ملی ہے یہ مجھے کرب و بلا سے

لگتا تھا رضاؔ ماں کو کہ گھر آ گیا اصغرؑ

ہل جاتا تھا جھولا جو ذرا سا بھی ہوا سے

نوحہ

حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابا عبد اللہ

حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابن رسولؐ اللہ

آئے جب دشت مصیبت میں اسیرانِ بلا

بے کفن دھوپ میں تھا لاشۂ شبیرؑ پڑا

ایسی مجبور نہ ہو کوئی بہن ہائے حسینؑ

دے سکی تجھ کو نہ ہمشیر کفن ہائے حسینؑ

حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابا عبداللہ

حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابن رسولؐ اللہ

میرا بتیس برس والا غضنفر نہ رہا

برچھی سے ٹکڑے کلیجہ ہوا اکبرؑ نہ رہا

لاش پامال ہوئی قاسمِؑ مضطر نہ رہا

انتہا یہ ہے کہ چھیدا گیا اصغرؑ کا گلا

حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابا عبداللہ

حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابن رسولؐ اللہ

آگ خیموں میں لعینوں نے لگائی افسوس
لٹ گئی دشت میں اماں کی کمائی افسوس
بوند اک پانی کی بھائی نے نہ پائی افسوس
کٹ گیا ہائے مرے سامنے بھائی کا گلا

حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابا عبداللہ
حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابن رسول اللہ

شمر نے بالی سکینہؑ کے طمانچے مارے
یا علیؑ آیئے چلاتے ہیں پیاسے بچے
دشت غربت میں مری طرح نہ کوئی اجڑے
طوق میں جکڑا ہے ہائے مرے عابدؑ کا گلا

حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابا عبداللہ
حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابن رسولؐ اللہ

اپنے ہاتھوں سے بتا کھولوں رسن میں کیسے
سر پہ چادر بھی نہیں دوں تو کفن میں کیسے
بے کفن لاش کے لے جاؤں وطن میں کیسے
کوئی اب باقی نہیں عابدؑ مضطر کے سوا

حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابا عبداللہ
حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابن رسولؐ اللہ

کوئی سنتا نہیں فریاد نبیؐ زادی کی
چہرہ بالوں سے چھپائے ہے علیؑ کی بیٹی
سر کھلے بہنیں ہیں بے گور و کفن ہے بھائی
دشت میں گونجتی ہے فاطمہ زہراؑ کی صدا

حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابا عبداللہ
حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابن رسولؐ اللہ

شام کو جاتی ہے زینبؑ مرے شیرو! اٹھو
میری آواز سنائی نہیں دیتی تم کو
کم سے کم مجھ کو خدا حافظ و ناصر تو کہو
کیا خبر لوٹ کے ہو کرب و بلا کب آنا

حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابا عبداللہ
حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابنِ رسولؐ اللہ

دشت میں روندی گئی گھوڑوں سے میت تیری
تازیانوں سے کمر زخمی ہوئی ہے میری
بازو غازی کے کٹے ہیں تو رسن میرے بندھی
برچھی اکبرؑ کے لگی ٹوٹا کلیجہ میرا

حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابا عبداللہ
حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابن رسولؐ اللہ

الوداع اے مرے مانجائے اجازت دیجئے
ایک آوارہ وطن قیدی کو رخصت کیجئے
یہ سلام آخری اے دلبر زہراؑ لیجئے
مرتے دم تک میں یہی کہتی رہوں گی بھیّا
حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابا عبداللہ
حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابنِ رسولؐ اللہ

سن کے زینبؑ کی صدا دشت میں تڑپے لاشے
خون بہنے لگا غازیؑ کے کٹے ہاتھوں سے
روکے زینبؑ سے رضاؔ عابد مضطر بولے
اے پھوپھی اماں چلو پڑھتی ہوئی یہ نوحہ
حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابا عبداللہ
حسینؑ حسینؑ حسینؑ یا ابنِ رسول اللہ

مرثیہ

وہ پھول سے معصوم، یہ گرمی کا مہینہ
شبیرؑ کے ماتھے سے ٹپکتا ہے پسینہ
عباسؑ کی آغوش میں بیٹھی ہے سکینہؑ
یہ کون چلا روتے ہیں کیوں اہلِ مدینہ
آئی یہ صدا دلبرِ زہراؑ کا سفر ہے
کیا غم ہے وطن چھٹنے کا یہ شہؑ کو خبر ہے

چلنے کو مدینے سے ہے سرورؑ کی سواری
دروازے پہ تیار ہے زینبؑ کی عماری
صغراؑ سے گلے ملنے لگیں بیبیاں ساری
منہ چوم کے بے شیرؑ کا صغراؑ یہ پکاری
میں تیرے بنا گھر میں نہ رہ پاؤں گی اصغرؑ
گھٹ گھٹ کے تری یاد میں مرجاؤں گی اصغرؑ

سب چھوٹے بڑے روتے ہیں بےچین ہے سب گھر
بے حال سکینہؑ ہے پریشان ہے مادر
سب لیتے ہیں، صغراؑ کو نہیں چھوڑتے اصغرؑ
کچھ کان میں اصغرؑ کے کہا شاہؑ نے آکر
آغوش سے صغراؑ کی جدا ہوگیا بھائی
چلانے لگی صغراؑ کہ کیا ہوگیا بھائی

پھر رونے لگی دامنِ اکبرؑ سے لپٹ کر
چھوڑو نہ اکیلا مجھے مرجاؤں گی اکبرؑ
اتنا تو کرو دھیان کہ بیمار ہے خواہر
میں تم سے دوا بھی تو نہ مانگوں گی برادر

بچ جائے تو کھانا مجھے دے دیجیو بھیا
بابا سے ضمانت مری لے لیجیو بھیا

منہ چوم کے ہمشیر کا رونے لگے اکبرؑ
شہؑ چیخ اٹھے صغرؑا کو سینے سے لگا کر
شبیرؑ کا منہ تکنے لگیں زینبِؑ مضطر
سر اپنا جھکائے ہوئے یہ کہتے ہیں سرورؑ

ہم جب بھی کبھی چین وسکوں پائیں گے صغرؑا
اکبرؑ کو تمہیں بھیج کے بلوائیں گے صغرؑا

القصہ روانہ ہوئے گھر سے شہؑ والا
غش کھاکے گری خاک پہ دروازے پہ صغرؑا
ہوش آیا تو چلائی چلے جایئے بابا
سب جاؤ نگہبان ہے اللہ ہمارا

سن لینا کسی دن بھی سفر کرگئی صغرؑا
تم سب کے لئے آج ہی سے مرگئی صغرؑا

آئی یہ بقیعہ سے صدا اے مرے جانی
معلوم ہے ماں کو نہ ملے گا تجھے پانی
سن رکھا ہے خود میں نے یہ بابا کی زبانی
کاٹیں گے ترا خشک گلا ظلم کے بانی

بیٹا تو جہاں جائے گا ماں ساتھ رہے گی
گردن بھی تری میری ہی گودی میں کٹے گی

رخصت کے لئے قبر پہ جب بھائی کی آئے
سب رونے لگے لب پہ سخن ایسے وہ لائے
اللہ نہ یوں بھائی کو بھائی سے چھڑائے
اے بھائی تجھے چھوڑ کے ہم جاتے ہیں ہائے

رہ جائے اکیلی جو بہن کرب و بلا میں
کچھ دیر کو آجانا حسنؑ کرب و بلا میں

منہ رکھ دیا شبیرؑ نے نانا کی لحد پر
یوں روئے تڑپ کر کہ ہلی قبر پیمبرؐ
آئی یہ صدا جاؤ سدھارو مرے دل بر
چل جائے گا ہائے ترے حلقوم پہ خنجر

اب مجھ کو مری گود کا پالا نہ ملے گا
افسوس تجھے پانی کا قطرہ نہ ملے گا

ہے شور مدینے میں سفر کرتے ہیں شبیرؑ
لٹ جائے گی پردیس میں سب زہراؑ کی جاگیر
اس طرح نہ بدلے کسی مظلوم کی تقدیر
بھائی کا گلا کٹتے ہوئے دیکھے نہ ہمشیر
ویران ہوئی قبر نبیؐ لٹ گئی زہراؑ
آغوش کے پالوں سے رضاؔ چھٹ گئی زہراؑ

مرثیہ

تیروں نے جب اٹھایا جنازہ حسینؑ کا
تڑپا نبیؐ کے خون میں سجدہ حسینؑ کا
زینبؑ سے کوئی پوچھے تڑپنا حسینؑ کا
شامِ غریب پڑھتی ہے نوحہ حسینؑ کا
آئی وہ سرخ رات کہ جس میں نہ کل پڑے
گر سوچ لے کوئی تو کلیجہ نکل پڑے

وہ رات جو حسینؑ کے غم میں تھی اشک بار
وہ رات جس میں زینبِؑ مضطر تھی پہرے دار
وہ رات جس میں بالی سکینہؑ تھی بے قرار
وہ رات جس میں دامنِ عابدؑ تھا تار تار
جس رات میں بتولؑ کی بستی اجڑ گئی
جس رات میں حسینؑ سے زینبؑ بچھڑ گئی

زینبؑ کو ایک سوار جو آتا نظر پڑا
کرنے لگی سوار سے رو رو کے التجا
جا لوٹ جا یتیموں کی حالت پہ رحم کھا
رو رو کے بچے سوئے ہوئے ہیں ادھر نہ آ
ہم بیکسوں کے پاس سکوں ہے نہ چین ہے
میں بے ردا ہوں دشت میں عریاں حسینؑ ہے

اٹھارہ بھائیوں کی بہن ہوں میں خستہ جاں
بابا علیؑ ہے فاطمہ زہراؑ ہے میری ماں
نانا مرے نبی ہیں شہنشاہِ دوجہاں
یہ اور بات آج نہیں ہے کوئی یہاں

اس وقت تو غریب ہوں اور بے دیار ہوں
جس پر کوئی چراغ نہیں وہ مزار ہوں

اٹھارہ سال کا مرا اکبرؑ گزر گیا
بتیس سال کا مرا عباسؑ مرگیا
مقتل تمام میرے جیالوں سے بھر گیا
سجدے میں سر حسینؑ کا تن سے اتر گیا

خیموں میں آگ لگ گئی چادر اتر گئی
کرب و بلا میں ہم پہ قیامت گزر گئی

مارے طمانچے گالوں پہ بچوں کے بے خطا
کھینچے جو در سکینہؑ کے کانوں سے خوں بہا
اصغرؑ کی یاد جھولا تھا وہ بھی جلادیا
بیمارؑ ایک خیمے میں چپ تھا پڑا ہوا

داخل ہوئی میں خیمے میں دل کو سنبھال کے
سجادؑ کو میں لائی ہوں تنہا نکال کے

جا لوٹ جا سوار پریشاں مجھے نہ کر
لاشے اٹھا اٹھا کے مری جھک گئی کمر
برباد ایک دن میں نہ ہو یوں کسی کا گھر
سایہ نہ دیکھا جس کا ملک نے، ہے ننگے سر

اب اور مت ستا تو غموں کی ستائی کو
کچھ دیر دم تو لینے دے زہراؑ کی جائی کو

وہ دیکھ خاک پر ہے جو بے دم پڑا ہوا
بیمار ہے دوا ہے نہ پانی، نہ ہے غذا
ہونا ہے صبح اس کو ہی سالارِ قافلہ
اس کے سوا زمانے میں کوئی نہیں مرا

کیا کیا سناؤں آج جو صدمے اٹھائے ہیں
اک دن میں سو جنازے مرے گھر میں آئے ہیں

آخر نہ وہ سوار کسی طرح جب رکا
غیض وغضب میں آگے بڑھی بنتِ مرتضیٰؑ
بولی کہ اے سوار تجھے کیا نہیں پتہ
مشکل کشائے وقت علیؑ باپ ہے مرا

عباسؑ میرا شیر وفا کا امام ہے
بھائی مرا حسین علیہ السلام ہے

یہ سن کے چیخ مار کے رونے لگا سوار
بولا تڑپ کے تیری مصیبت کے میں نثار
زینبؑ لپٹ جا آ میرے سینے سے ایک بار
اب مجھ سے دیکھا جاتا نہیں تیرا حالِ زار
جا تھوڑی دیر لیٹ جا اے میری نور عین
آرام تو کرے گی تو آئے گا مجھ کو چین

جس دم سنی یہ درد میں ڈوبی ہوئی صدا
بولی کلیجہ تھام کے بابا ہے یہ مرا
قدموں پہ سر کو رکھ کے کہا وا مصیبتا
بابا کہاں تھے آپ بھرا گھر اجڑ گیا
غیروں کی مشکلوں میں سدا کام آئے ہو
دن بھر نہ آئے، رات میں تشریف لائے ہو

چادر کہاں ہے خاک پہ آؤ بتاؤں میں
آؤ یتیم بچوں سے تم کو ملاؤں میں
عابدؑ کو تم پکارو تو شانہ ہلاؤں میں
سمجھاؤ کچھ سکینہؑ کو آؤ بلاؤں میں
بے حال شام سے ہے جدائی میں باپ کی
سوجائے کاش لیٹ کے چھاتی پہ آپ کی

آؤ میں تم کو لے چلوں بھائی کی لاش پر
دیکھو پڑے ہیں قاسمؑ و اکبرؑ ادھر اُدھر
وہ دیکھو ہے فرات پہ عباسِؑ نامور
اکھڑی ہوئی جو قبر وہ آتی ہے اک نظر
اصغرؑ کے سر کو کاٹا ہے لاشہ نکال کے
کھینچا ہے دل کو ہاتھ کلیجے میں ڈال کے

رونے لگے یہ سنتے ہی مولا علیؑ رضاؑ
اہل حرم میں ایک قیامت ہوئی بپا
وہ حشر تھا بپا کہ لرزتی تھی کربلا
زینبؑ نے ہاتھ چوم کے بابا سے یہ کہا
رونے کو میں ہوں آپ نہ آنسو بہایئے
اماں کو اپنے ساتھ نجف لیتے جایئے

رضاؔ شام غریباں میں بس ایک آواز گونجی ہے
شہیدوں چین سے سوتے رہو بیدار ہے زینبؑ
صفاتِ وحدہ، ظاہر ہوئی ہیں شام و کوفہ میں
کہیں رحمان ہے زینبؑ کہیں قہار ہے زینبؑ

۲۹

خطابت ماں کی، لہجہ باپ کا، اخلاق نانا کا
حسنؑ کی صلح اور شبیرؑ کا انکار ہے زینبؑ
امام وقت کو جلتے ہوئے گھر سے اٹھا لائی
ابوطالبؑ کی سیرت کی تو ورثہ دار ہے زینبؑ

۳۰

اِدھر ہونٹوں پہ نام آیا اُدھر دل کو قرار آیا
ترے اسم گرامی میں بھی ماں کا پیار ہے زینبؑ
اگر عورت نہ ہوتی تو تجھے پیغمبری ملتی
تری سیرت کا ہر گوشہ رسولؐ آثار ہے زینبؑ

۳۱

ہر اک منصوبۂ باطل جو دل کو چیر کرکاٹے
فقط ایسی ترے ہی آنسوؤں میں دھار ہے زینبؑ
وہاں بانٹی ہے تو نے زندگی مردہ ضمیروں میں
جہاں اک سانس لینا بھی بڑا دشوار ہے زینبؑ

۳۲

رکھی ہے آبروئے پردۂ نسوانِ دوعالم
بنا چادر کے ایسی تو ہی پردہ دار ہے زینبؑ
یزیدی قافلے ٹکراکے چکنا چور ہوتے ہیں
حسینیت کی ایسی آہنی دیوار ہے زینبؑ

۳۳

کہاں کی فوج، کیسا اسلحہ، جکڑے ہیں بازو بھی
انوکھی حریت کی تو علمبردار ہے زینبؑ
جہاد صبر میں کرب و بلا سے شام تک تنہا
کہیں حمزہؑ کہیں پر جعفر طیارؑ ہے زینبؑ

۳۴

ترا کردار وہ کردار وہ کردار ہے زینبؑ
مکمل جس میں دین احمدِؐ مختار ہے زینبؑ
دیارِ طالب بیعت میں بنیاد عزاداری
مسلسل ظلم پر چلتی ہوئی تلوار ہے زینبؑ

۳۵

علیؑ کی سورما بیٹی کی آغوش محبت میں
امام وقت کو نیند آگئی بیدار ہے زینبؑ
قیامت خیز تاریکی میں خود اللہ شاہد ہے
زمانہ سورہاہے اور پہرہ دار ہے زینبؑ

۳۶

ستمگر کو جو پہلو بھی بدلنے کی نہ فرصت دے
وہ خنجر کا نہیں تیری زباں کا وار ہے زینبؑ
علم کے پیچھے پیچھے ماتمی دستے بتاتے ہیں
یزیدوں سے ابھی تک برسرِ پیکار ہے زینبؑ

۳۷

بازار میں کرتی ہو جو چہروں کی نمائش
اے بیبیو! کیا یاد تمہیں کوفہ نہیں ہے
خطبہ بھی سنایاہے تو لہجے میں علیؑ کے
زینبؑ کی تو آواز بھی بے پردہ نہیں ہے

۳۸

سرسے ہمشیر کے اترے جو بنامِ ماحول
وہ ردا بھائی کی غیرت کا کفن ہوتی ہے
سر کھلے دیکھ کے بازار میں بہنوں کو رضاؔ
اب بھی اکبرؑ کے کلیجے میں چبھن ہوتی ہے

۳۹

عصر کے بعد بھی مقتل میں کھڑی ہے زینبؑ
آج تاریخ کے قد سے بھی بڑی ہے زینبؑ
ایک نیزہ ہی سہی مل تو گیا اے عباسؑ
شام و کوفہ میں رسن بستہ لڑی ہے زینبؑ

۴۰

کسی بھی غم میں جب حد سے سوا ماں یاد آتی تھی
تکا کرتے تھے صورت شبرؑ و شبیرؑ زینبؑ کی
قیامت تک کوئی بھی آنکھ اس کو چھو نہیں سکتی
امام عصر کے سینے میں ہے تصویر زینبؑ کی

۴۱

جگر کے خون سے سینچی گئی ہے فصل عزا
غم حسینؑ کی پروردگار ہے زینبؑ
کہیں پہ مجلس و ماتم کہیں جلوسِ علم
یہ سب تمہارے کرم کی بہار ہے زینبؑ

۴۲

نبیؐ کی جاں، علیؑ کا دل، سکونِ فاطمہ زہراؑ
ابوطالبؑ کی عزت، ہاشمی آداب ہے زینبؑ
مؤذن مقصد سرور، امام وقت عابدؑ ہیں
جماعت ہیں اسیران ستم، محراب ہے زینبؑ

۴۳

دلوں کا تذکرہ ہے کیا کہ پتھر ہوگئے پانی
ترے لہجے میں جانے کیسی آب و تاب ہے زینبؑ
یزیدی اژدہے کا پھن ہی پیروں سے کچل ڈالا
ستمگر سوچتے تھے ماہئی بے آب ہے زینبؑ

۴۴

یزیدیت کا بیڑہ غرق کرکے ہی سکوں لے گی
ثباتِ عزم و استقلال کی گرداب ہے زینبؑ
رسن بستہ تو تونے کرلیا اب لے تو چل ظالم
درِ کوفہ الٹنے کے لئے بیتاب ہے زینبؑ

۴۵

فرات کربلا تجھ کو ترا پانی مبارک ہو
تھے جتنے اشک وہ سب پی لئے سیراب ہے زینبؑ
بہا لے جائے گی بنیاد ہی قصر رعونت کی
امیر شام اک تنکا ہے اور سیلاب ہے زینبؑ

۴۶

مثال روشنی اسلام کی آنکھوں میں رہتی ہے
نہ جانے کتنے معصوموں کا تنہا خواب ہے زینبؑ
جسے پڑھ پڑھ کے بچے اکبرؑ و عباسؑ بنتے ہیں
کتاب حریت کا وہ سنہرا باب ہے زینبؑ

۴۷

خیام شہؑ میں اُداسی ہے کیا کیا جائے
زمین خوں کی پیاسی ہے کیا کیا جائے
ستمگروں میں رسن بستہ سربرہنہ رضاؔ
رسولِؐ حق کی نواسی ہے کیا کیا جائے

۴۸

قیامت بھی تو تھک کے سوگئی شام غریباں میں
بس اک اللہ اک بیمار اک بیدار ہے زینب
صفوں میں صابرین حق کی اک کہرام برپا ہے
حدود صبر ہے اس پار تو اس پار ہے زینبؑ

۴۹

جہاں قیدی بناکے شامیوں نے تجھ کو رکھا تھا
وہی ہے شام لیکن اب تری سرکار ہے زینبؑ
شہنشاہوں کو عزت، سربلندی خاکساروں کو
جہاں بن مانگے ملتا ہے ترا دربار ہے زینبؑ

۵۰

اللہ کے جب سارے کمالات ملائے
تب پنجتن پاک کی تصویر بنی ہے
ان پانچوں کی سیرت کو جب اک جسم میں ڈھالا
تب جاکے کہیں زینبؑ دلگیر بنی ہے

۵۱

جلتے خیمہ سے جو عابدؑ کو اٹھاکر لائے
کس کے سینہ میں کلیجہ ہے سوائے زینبؑ
ایک مولا کو اٹھایا تھا نبیؐ نے خم میں
نو اماموں کو ہے کاندھوں پہ اٹھائے زینبؑ

۵۲

کٹے جس روز رن میں حضرت عباسؑ کے بازو
اسی دن سے ترے بازو کے اوپر نیل زینبؑ
اٹھا کر جلتے خیمہ سے بھتیجے کو نہیں لائی
ترے کاندھوں پہ ساری نسلِ اسمٰعیل ہے زینبؑ

۵۳

شام کی قید سے باہر نہ نکلتا اسلام
بیٹھ جاتی جو ذرا دیر کو تھک کر زینبؑ
اور کچھ روز جو دنیا میں انہیں رکھتا خدا
تیری تعظیم کو بھی اٹھتے پیمبرؐ زینبؑ

انجمن

آئینہ وفا ہے ہر انجمن ہماری
آواز کربلا ہے ہر انجمن ہماری
ماں باپ کی عطا ہے ہر انجمن ہماری
گلزار مصطفیؐ ہے ہر انجمن ہماری

مولا کا ہے سپاہی ہر نوجواں ہمارا
عباسؑ کا علم ہے قومی نشاں ہمارا

ہر زخم کی دوا ہے ہر انجمن ہماری
مولا کا نقشِ پا ہے ہر انجمن ہماری
بیووں کا آسرا ہے ہر انجمن ہماری
زینبؑ تری عطا ہے ہر انجمن ہماری

شبیرؑ کی 'نہیں' کا ماتم ہے ترجمانی
ہر قوم کو سناؤ شبیرؑ کی کہانی

ماؤں نے بچپنے میں ہم کو سبق دیا ہے
کعبہ ہمارا دل ہے اور جان کربلا ہے
مشکل کشا ہمارا عباسؑ باوفا ہے
بازو کٹا کے جس نے اونچا علم کیا ہے

یہ انجمن ہماری لشکر ہے اس جری کا
رگ رگ میں دوڑتا ہے جس کی لہو علیؑ کا

ہے کام انجمن کا ہر اک کے کام آنا
تاریکیوں میں شمعِ کرب و بلا جلانا
پیغام مصطفیؐ کا ہرقوم کو سنانا
اسلام کی بقا ہے شبیرؑ کا فسانہ

راہِ خدا میں جس نے سب اپنا گھر لٹا کے
انسان کو جگایا شانہ ہلا ہلا کے

خطرے میں تھیں نمازیں قرآن بک رہا تھا
بازار شام میں تو ایمان بک رہاتھا
سلطانِ دوجہاں کا فرماں بک رہا تھا
اصحاب باوفا کا سامان بک رہا تھا

سب کو بچایا آخر سرورؑ کی اک ’نہیں‘ نے
شبیرؑ کو دعا دی مکے کی سرزمیں نے

آؤ گلے ملیں ہم ہر اختلاف چھوڑیں
ذکر حسینؑ کرکے ٹوٹے دلوں کو جوڑیں
بیٹھے ہیں جو دلوں میں نفرت کے بت وہ توڑیں
رخ کربلا کی جانب ہر نوجواں کا موڑیں

لہرائیں دوجہاں میں عباسؑ کے علم کو
آپس میں مل کے باٹیں جانِ نبیؐ کے غم کو

پھیلائیں گے جہاں میں ایمان کا اجالا
جن کا نہیں ہے کوئی دیں گے انہیں سہارا
ہے زندگی ہماری کرب و بلا کا صدقہ
جھکنے نہ دیں گے پرچم عباسِؑ باوفا کا

معراج ہے ہماری ذکر حسینؑ کرنا
کرب وبلا میں جینا کرب و بلا میں مرنا

ڈرتے نہیں کسی سے عباسؑ کے سپاہی
ٹھوکر پہ ہے ہماری دنیا کی بادشاہی
چلتے ہیں سر اٹھا کے کرب وبلا کے راہی
نیزوں سے خنجروں سے لے لیجئے گواہی

پائی حیات ہم نے مقتل میں سر کٹا کے
توڑا ہے برچھیوں کو سینوں سے مسکرا کے

آئے گا غیب سے جب زہراؑ کا ماہ پارہ
سب سے بلند ہوگا اس دن علم ہمارا
ہوگا نہ کوئی اس دن دنیا میں بے سہارا
ماتم کرے گا شہؑ کا ہندوستاں سارا

چومے گی پاؤں ان کے جب انجمن ہماری
ہاں سربلند ہوگی تب انجمن ہماری

سب کو رضاؔ سناؤ پیغام مصطفیٰؐ کا
شبیرؑ کی بدولت ہے نام مصطفیٰؐ کا
اصغرؑ کا ہے تبسم اسلام مصطفیٰؐ کا
امت سے ہے یہی بس اک کام مصطفیٰؐ کا

قرآن و آلؑ اپنے دل میں بسائے رکھنا
زہراؑ کے دشمنوں سے دامن بچائے رکھنا

مناجات حضور امام زمانہؑ

لکھتے لکھتے عریضہ تھکیں انگلیاں
راہ تکتے ہوئے جم گئیں پتلیاں
آپ کب آئیں گے جانِ من جانِ جاں
یا امامعج زماں یا امامعج زماں

الاماں الاماں الاماں الاماں

دورِ حاضر کے انساں نما بھیڑئے
کربلا اور نجف کو ہیں گھیرے ہوئے
چل رہی ہیں مزارات پر گولیاں
یا امامِعج زماں یا امامِعج زماں

الاماں الاماں الاماں الاماں

آپ پردہ میں ہیں ہم پریشان ہیں
ہم کو گھیرے ہوئے غم کے طوفان ہیں
بے خطا مر رہیں ہیں ہزاروں جواں
یا امامِ زماں یا امامِ زماں

الاماں الاماں الاماں الاماں

اہلِ حق کے لئے تنگ ہے اب زمیں
حق پرستوں کا کوئی سہارا نہیں
ظالموں کا مٹا دیجئے اب نشاں
یا امامِ[عج] زماں یا امامِ[عج] زماں
الاماں الاماں الاماں الاماں

جان و ایماں و قرآن خطرے میں ہے
مفلسوں کا نگہبان خطرے میں ہے
ہوگئیں تیز پھر ظلم کی آندھیاں
یا امامِ[عج] زماں یا امامِ[عج] زماں
الاماں الاماں الاماں الاماں

حق کی آواز پر کوئی آتا نہیں
بس سوا آپ کے کوئی اپنا نہیں
دیجئے اپنے سائے میں ہم کو اماں
یا امامِ[عج] زماں یا امامِ[عج] زماں
الاماں الاماں الاماں الاماں

خوں میں ڈوبی ہوئی ہے زمینِ نجف
ظلم و دہشت کا ماحول ہے ہر طرف
پھر زمانے میں شیطان ہیں حکمراں
یا امامِ[عج] زماں یا امامِ[عج] زماں
الاماں الاماں الاماں الاماں

آپ کو خونِ شبیرؑ کا واسطہ
جلد آجایئے اب برائے خدا
میرے مولا بہت سخت ہیں امتحاں
یا امامِ[عج] زماں یا امامِ[عج] زماں
الاماں الاماں الاماں الاماں

صرف مولا ہماری یہی ہے خطا
ہم نے چھوڑا نہ دامن کبھی آپ کا
اور زمانے میں ہم پر ہوئیں سختیاں
یا امامِ[عج] زماں یا امامِ[عج] زماں
الاماں الاماں الاماں الاماں

ہر عزادار ہے منتظر آپ کا
آپ آئیں تو ہو ظلم کا خاتمہ
لے کے عباسؑ غازی کا آؤ نشاں
یا امامِ[عج] زماں یا امامِ[عج] زماں
الاماں الاماں الاماں الاماں

مرحبِ وقت ہیں ٹونی شیرون و بش
بستیاں کرکے ویران ہوتے ہیں خوش
یہ مٹیں تو ہو دنیا میں امن و اماں
یا امامِ[عج] زماں یا امامِ[عج] زماں
الاماں الاماں الاماں الاماں

اب غم شہؑ پہ تنقید ہونے لگی
اب محرم میں بھی عید ہونے لگی
اب جلوسوں پہ اٹھنے لگیں انگلیاں
یا امامِ زماںعجؑ یا امامِ زماںعجؑ

الاماں الاماں الاماں الاماں

استغاثہ رضاؔ آؤ مل کر کریں
واسطہ دے کے زینبؑ کا رو رو کہیں
آیئے آیئے مالکِ دو جہاں
یا امامِ زماںعجؑ یا امامِ زماںعجؑ

الاماں الاماں الاماں الاماں